Navin
Bharat

نوین بھارت

کشن چند زیبا

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب
دہلی

بار دوئم

(الاماں پرنٹنگ پریس دہلی)

قیمت عہ/

مکمل ناٹک

مہاتما کبیر

عملی زندگی کا عملی چتر

ناظرین! آج کل بھارت میں ہر طرف اتحاد کی دعوٰی گونج رہی ہے نیتا لوگ اپنی تمام شکتیاں اسی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ اور سچ بات تو یہ ہے کہ جس قدر بھارت کو اس وقت ایکتا کی ضرورت ہے اتنی ضرورت سوراجیہ کی بھی نہیں۔ کارن کہ جہاں اتفاق سے سوراجیہ کی پراپتی ہو سکتی ہے وہاں نفاق ایکتا سے حاصل کئے ہوئے سوراجیہ کو دنوں کے اندر بے قیمت کر سکتا ہے۔

ایکتا ہی قوموں کا جیون ہے۔ ایکتا ہی دیش اور جاتی کا مان ہے۔ ایکتا ہی قومیت کا اصلی جوہر ہے۔ ایکتا ہی وہ بنیاد ہے جس پہ قومیت اور آزادی کی عالی شان اور مضبوط عمارت کی تعمیر ہوتی ہے۔ ایکتا ہی وہ اکھنڈ برت ہے جس کے ذریعہ سے قومیں آزادی کو حاصل کر سکتی ہیں۔ جو لوگ ایکتا کی قدر

قیمت کو جانتے ہیں وہ آسانی کے ساتھ اس بات کو بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی دیش اور جاتی کے لئے ایکتا کی کس قدر ضرورت ہو سکتی ہے۔

ایکتا کی ان تمام خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے آج اس بات کی آوشکتا ہے کہ دیش میں دیاکھیانوں اور لیکھوں دوارا بھارت جنتا کو ایکتا کی ضرورت بتلائی جائے اور پستکوں دوارا ایسے واقعات اور خیالات کا پرچار کیا جائے جن سے کہ ایکتا ساکھشات روپ سے بھارت میں پرگٹ ہو جائے۔ ہم نے ورتمان راج نیتک اوستھا پر جتنے ناٹک لکھے ہیں۔ ان میں اس بات کی واقعی کمی تھی اور ایکتا کے متعلق کوئی مکمل پلاٹ موجود نہ تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے دیو یوگ سے مہاتما کبیر کا جیون چرتر سمرن ہوا۔ اور اسی کا ناٹک لکھنا آرنبھ کر دیا۔

مہاتما کبیر جنھوں نے اپنی ساری آیو میں ایکتا کا امرت برسایا ہے اور اپنے سندر اپدیشوں میں ایکتا کی مہماں کو درشایا ہے۔ سچ مچ ایکتا یعنی اتحاد کے اوتار ہیں۔ ہندو مسلمان دونوں ان کی زبردست اور بھید بھاؤ کے عیب سے بری شخصیت کے اس قدر قائل تھے کہ ہندو ان کو ہندو دیوتا اور مسلمان ان کو مسلمان مرشد مانتے تھے۔ ہندو ان کو ہندو دیوتا اور مسلمان ان کو مسلمان مرشد مانتے تھے۔ یہانتک کہ ان کے مرتے پر ہندوؤں نے ان کو ہندو کہہ کر جلانے اور مسلمانوں نے ان کو مسلمان سمجھ کر دفن کرنے کا وچار کیا۔ لیکن خود بھگت کبیر ان بندشوں سے آزاد تھے۔ ان کا مہان آتما جنم سے ہی ان کلپت بیڑیوں کو توڑ چکا تھا۔ چنانچہ مرنے کے بعد ان کی نسبت ایک معجزہ بتلایا جاتا ہے جس سے کہ ہندو مسلمانوں میں ان کے لاشہ کی نسبت جھگڑا طے ہوا۔ اور مر کر بھی انھوں نے ایکتا کا ایک الوکک چمتکار دکھلایا اس معجزے میں کہاں تک صداقت ہے اس پر اس وقت ہمیں کچھ نہیں کہنا ہے۔

ہم نے ان کے جیون کے ان ضروری واقعات کو لیا ہے جن کا سمبندھ ایشور بھکتی اور اتحاد سے ہے۔ ایکتا کی مہماں درشانے کے لئے کلپت بھاگ

بھی شامل کرنا پڑا ہے جس کے بغیر گذارا مشکل ہے کیونکہ تواریخی ناٹک لکھنے میں
جو مشکل پیش آتی ہے اس کو تمام ناٹک کار جانتے ہیں۔ اگر اتہاس کی رکھشا کی جائے
تو کلپنا کو دبانا پڑتا ہے۔ اور اگر کلپنا کی رکھشا کی جاتی ہے تو اتہاس کے ساتھ
کلپت رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔ اور جگہ جگہ پر ناٹک کار قلم منہ میں ڈال کر

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

کہہ دیتا ہے۔ خیر اس سے قطع نظر کر کے سب سے پہلی اور ضروری بات جو
ناٹک کے لئے لازمی ہے وہ یہ ہے کہ ناٹک کا پردھان پاتر یعنی چیف
کیریکٹر پوتر اور نمونہ ہو۔ اس ناٹک میں بھی مہاتما کبیر جو پردھان پاتر ہیں ناٹک
کے اس نیم کو پورا کرتے ہیں۔ آپ سچی ایشور بھگتی کے سچے اُپاسک ہیں کیونکہ بنا
بھید بھاؤ کے مٹائے ایشور بھگتی پوری پورن نہیں ہو سکتی۔ اپنی سنتان کو ایک
ہی درشٹی سے دیکھنے والا وہ سرو شکتیمان پرماتما کب گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی
بھگت جو اس کو اپنا پرم پتا مانتا ہے اور اس کی کرپا کا ادھیکاری ہونا چاہتا ہو
وہ اپنے دوسرے بھائیوں اتھوا اپنے پتا کی سنتان سے نفرت کرے یا ان سے
الگ رہ کر اپنے سوارتھ کو سدھ کرے۔

مہاتما کبیر کا بال اوستھا میں ہی رام نام کی رٹ لگانا اور مسلمان گھر میں
رہ کر بھی ایسی ٹیک پر درڑھ رہنا ان کی دھرم درڑھتا کا اُوچیہ آدرش ہے
مہاتما کبیر اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے نمرتا اور پریم کو مکھیہ نیم سمجھتے ہیں
اور یہی کامیابی کی کنجی ہے۔ خود مسلمان ہیں۔ پرنتو مسلمان بھائیوں سے گئو
رکھشا کی بھکشا مانگتے ہیں۔ قرآن کی آیتوں یا وید منتروں سے اپنے اُدیش کو
سدھ کر کے مطلب نکالنا وہ نہیں جانتے۔ بلکہ وہ پریم منتر سے سب کو
باندھتے ہیں۔ اور یہی ان کے جیون کا مول منتر ہے۔ ایک ہندو ودھوا
کو آشریا دینا۔ اس کو مسلمان گھر میں ہندو نیم دھرم کے ساتھ رہنے کی سہولتیں
پیدا کرنا اور پھر اس کے بالک کو ہتیا سے بچانے کے لئے اپنے بیٹے کا بلی دینا کچھ کم

قربانی نہیں مہاتما کبیر کی اس عملی زندگی سے قید خانہ کا داروغہ متاثر ہو کر اپنے ظالمانہ
ارادوں کو یک لخت بدل دیتا ہے۔ اور مہاتما کبیر جی کے بیٹے کی رکھشا کے لئے اپنے
ہاتھ سے اپنے بیٹے کو قتل کرتا ہے۔ اس اچھے جیون کے پے در پے واقعات سے
پتہ چلتا ہے کہ ایک نیتا کے لئے عملی جیون کتنا ضروری ہے۔ کیونکہ عملی جیون کا
اثر دیا کھیانوں اور لیکھوں سے کہیں زیادہ ٹھہرتا ہے۔

مہاتما کبیر کی اُدارتا اور پریم کا نمونہ آخری سین میں ملتا ہے جہاں سوشیلا
کے پتی برتا کو بھنگ کرنے کی کوشش کرنے والے انیائی وزیر کا پول کھلتا ہے۔
بادشاہ مجرموں کو موت کی سزا دیتا ہے۔ پرنتو اہنسا پرمو دھرما کے ساکھشات
اوتار مہاتما کبیر ان ہتیاروں کو معافی دلاتے ہیں جنھوں نے انھیں کو پھانسی
دلانے کی زبردست سازش کر رکھی تھی۔ کتنا اونچا آدرش ہے۔ کہ سنسار پر
پریم کی موہنی ڈالنے کے لئے پاپی اور خونی کی آتم رکھشا کرتے ہیں۔ پاپی اپنے پاپ
سے پشچاتاپ کر کے ہی نادم ہوگا۔ خود پاپ ہی اس کا ناش کر دے گا۔ اس
کو ناش کرنے کی ضرورت نہیں غرضیکہ ہم نے شروع سے لے کر آخر تک ناٹک کو شکھشا
پُرد بنانے کا تین کیا ہے۔ اور سدھ کیا ہے کہ

جس طرح سیمنٹ اینٹوں کو قابو میں رکھ کر دیوار کو قائم رکھتا ہے اسی طرح
پریم قومیت کی دیواروں کو مضبوط رکھتا ہے۔ جو کام پریم سے نکلتا ہے وہ
رعب و دبدبے یا کھنڈن سے نہیں نکل سکتا۔ عملی جیون ہی اسچا اور موثر اپدیش
ہے۔ جس طرح پھول کھلنے سے سارا باغ مہک جاتا ہے اسی پر کار نیک اولاد
سارے ونش کو چھپا دیتی ہے خوشامدی اپنے ہی تنے ہوئے جال میں آپ
پھنس جاتا ہے۔ پتی برتا کا دھرم ڈگانے کو انسان تو کیا دیوتا کو بھی سمرتھ
نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں ناٹک کے مطالعہ کرنے سے سمبندھ رکھتی ہیں۔

زیبا:

ضروری التماس

۱۔ کوئی ناٹک کمپنی یا کلب اس ناٹک کو سٹیج پر بلا اجازت مصنف نہیں کھیل سکتی۔ بہ الفاظ دیگر سٹیج پر کھیلنے کا رائٹ بحق مصنف محفوظ ہے۔

۲۔ کوئی صاحب اس ناٹک کا کوئی سین یا گانا نکالنے یا اسے کُلاً وجزواً ترجمہ کرنے کی تکلیف گوارا نہ فرماویں۔ جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں۔

۳۔ اس کا ہندی ایڈیشن بھی زیر کار ہے۔ ناظرین انتظار فرماویں۔

پبلشرز

پاتر پریچے

پُرش پاتر

کبیر۔ پرم سنت ہندو مسلم ایکتا کا اوتار
نورا۔ کبیر جی کا دھرم پتا ایک پرسدھ جولاہا
سکندر لودھی۔ لودھی خاندان کا پرسدھ اور گئو رکھشک مسلمان راجہ۔
بجلی خان۔ ایک سرکاری عہدہ دار
خداوند خانصاحب۔ ایک ظالم اور وبھیچاری وزیر۔
لٹو۔
ریوڑ۔
رحیم و کریم } خداوند خانصاحب کے خوشامدی مصاحب
کمال۔ کبیر جی کا دھرم پتر۔
داد و دیال۔ ایک ھنڈا ڈیہ کبیر جی کا ششش
راما نند۔ کبیر جی کا گورو۔
مفتی خان۔ ایک رحمدل نیک مسلمان
اننت رام۔ سوشیلا کا پتر۔
بنارسی۔ داروغہ جیل کا بیٹا

اِستری پاتر

نیماں۔ نورا کی استری۔ کبیر کی دھرم ماتا
لوئی۔ کبیر جی کی دھرم پتنی۔ ایک ہندو رشی کی پالی ہوئی مسلمان کنیا۔
سوشیلا۔ ایک پتی برتا ہندو ودھوا استری
کمالی۔ کبیر جی کی دھرم پتری۔
انجنا۔ داروغہ جیل کی استری۔

دیوتا۔ بھیر۔ سادھو۔ رشی۔ قاضی۔ درباری۔ عکروی۔ نوکر وی۔ سہیلیاں وغیرہ

مہاتما کبیرؔ

منگلا چرن

{سوتر دھار۔ نئی ودو بالاؤں کا پرماتما
استتی کرنا۔}

گانا

گنپتی گنیش۔ تم ہی مہیش۔ شیش کر پاندھان ہو
تم ہی رکھشک سب کے پالک ودھیاں اور گیان ہو۔ گنپتی
تم ہی شترو دلن۔ تم ہی سنکٹ ہرن
تم ہی منگل کرن۔ تم ہی تارن ترن۔
بھارت کے پران ہو۔ گنپتی
دیا ورشٹی کرو سوامی۔ دینا بندھو انتریامی
کاٹو بھارت کی غلامی۔ ہے جگدیشور نمامی
دیش کا کلیان ہو۔ گنپتی

ایکٹ پہلا - سین پہلا

دکھاؤ

شری بھاگیرتھی کا تٹ

آواز { بھاگیرتھی کے کنارے کنول کے پھولوں پر بالک کبیر کا انگوٹھا چوستے ہوئے دکھائی دینا۔ انترک درشیہ }

دوسری آواز

{ چاروں طرف سے دو ہندو دیوتاؤں اور دو مسلمان پیغمبروں کا پرگٹ ہونا۔ }

دیوتا ۱ - وردھ آشیش۔ ے

تمہارا جنم ہے بالک دھرم پرچار کرنے کو
میں اپنا انش دیتا ہوں جگت اودھار کرنے کو

پیغمبر ۱ ے بڑھو پھولو پھلو کاٹو وطن سے ویر کی جڑ کو
محبت کا یہ پانی دشمنی کی آگ پر چھڑکو

دیوتا ۲ ے میں اپنے انش سے دیتا ہوں پر اوپکار کی شکتی
سکھاؤ رام بھگتی پتری بھگتی دیش کی بھگتی

پیغمبر ۲ ے

نظر آئے نہ پھر ایسا مٹا دو بیج نفرت کا
کرو پرچار جہاں میں رحم انصاف اور محبت کا

پیغمبر ۱ یہ نورانی بچہ دنیا میں کیا کرے گا؟

دیوتا۔ یہ میرے ہندو انش سے سچے دھرم شاستر کا ڈنکہ بجائے گا تمام جاتیوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو کر بھارت ورش کو تباہی کی ٹھوکر سے بچائے گا نفرت اور اچھوت کے پربت کو چیر کر بھارت میں ایکتا کی دھارا بہائے گا۔ ہندو مسلمانوں کو گنگا جمنا کی طرح ملا کر ایک بنائے گا ؎

نفاق ہندو مسلماں کا مٹا کر ایک کر دے گا
یہ دونوں دودھ اور شکر ملا کر ایک کر دے گا

آواز۔ (ایکتا کا درشیہ) اور میرے مسلم انش سے یہ قرآن شریف کی سچی تعلیم کو پھیلائے گا۔

پیغمبر۔ وحدت کی بوچھاڑ سے کفر کی آگ کو بجھائیگا۔ اپنے دیش کو بھوک اور ناداری غریبی اور بیماری۔ بدنصیبی اور لاچاری سے بچانے کے لئے گئوؤں کی رکھشا کرائے گا۔ ؎

نہ ہی مہنگائی ہو گی اور نہ ایسی بے کسی ہو گی
نہ ہو گی گئو ہتیا اور نہ ایسی مفلسی ہو گی
وہی دولت وہی پھر ولولے ہونگے جوانی کے
بہے گا دودھ پھر بھارت میں اک دن مثل پانی کے

(گئو رکھشا کا درشیہ)

پیغمبر۔ بس بھارت ورش کو انہیں دو چیزوں کی ضرورت ہے ؎

جاری رہے گا حکم خدائی نوشت کا
ہندوستان ہو گا نمونہ بہشت کا

دیوتا۔ پالن پوشن کے لئے اب اس کو ایسے گھرانے کے سپرد کیا جائے جس کے بیٹے ہیں پوترتا۔ پراوپکار اور سچائی ہو۔ جہاں بد دیانتی اور رشوت کی نہیں بلکہ ہاتھ کی سچی کمائی ہو۔

پیغمبر۔ تو جولاہے سے بڑھ کر کون سا پوتر اور پراوپکاری پیشہ ہے ؎

اسی پیشے کی برکت سے تو ننگے جسم ڈھکتے ہیں!
اسی پیشے سے سارے پیٹ اپنا پال سکتے ہیں!
وہ پیشہ ہے یہی جس میں دیانت اور سچائی ہے
اسی پیشے کی سچی اور ہاتھوں کی کمائی ہے

دیوتا۔ (بچے کی طرف مخاطب ہو کر اور آشیرواد دیکر) ہے دیو بالک۔ بھارت کو ہاتھ سے کما کر کھانے اور آتم رکھشا کا سبق سکھانے کے لیئے جاؤ۔ اور جولاہوں کے ونش کو ودیپاؤ۔

کرو کلیان جاتی کا کرو ادھار بھارت کا
کرو تم گرہن کھڈی کو جو ہے سمتیا بھارت کا

(دیوتاؤں وغیرہ کا آشیرواد دیتے ہوئے غائب ہونا)

ٹرانسفر

ایکٹ پہلا - سین دوسرا

(نورا جلاہے کا مکان)

{نوجوان کبیر کھڈی پر کپڑا بن رہا ہے۔ پاس ہی اس کی دھرم ماتا نیماں بیٹھی ہوئی چرخہ کات رہی ہے۔ ایک طرف ایک بچہ تانے اور بانے کو سنوار رہا ہے۔ ایک جولاہے کے گھر کی سمپورن رچنا۔}

گانا (کبیر کا)

بھائی رے دو ئی جگدیش کہاں تے آئے کہو کون بھرمایا

اللہ رام کریما کیشو ہری حضرت نام دھرایا۔ بھائی رے
گہنا ایک سوزن تے گہنا تا میں بھاؤ نہ دوجا
کہن سننے کو دوئی کر ہی مانا ایک نماز یک پوجا۔ بھائی رے
وہی مہادیو تے وہی محمد برہما آدم کہئیے
کوئی ہندو کوئی ترک کہاوے ایک زمین پر رہئیے بھائی رے
کہہ کبیر دئے دونوں بھولے رام ہی کن ہو نہ پایا
وے کھسیا وے گائے کٹا ویں ورتھا جنم گنوایا۔ بھائی رے

(نورا کا داخل ہونا)

نورا۔ (نیماں اپنی بیوی سے) کیوں بیوی دیکھا جب ہم اس کو ندی پر سے اٹھا کر گھر لائے میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ پرائی چیز اپنا مال نہیں ہوسکتا۔ حرام کسی صورت بھی حلال نہیں ہوسکتا۔ ایک مسلمان اس کی یتیمی پر رحم کر کے ندی پر سے اٹھا کر لائے۔ مسلمان استری اپنی چھاتیوں کا دودھ پلائے۔ کھانے کمانے کے لائق بنائے اور یہ مسلمانوں کے دشمن رام کی رٹ لگائے۔ ؎

تجا اسلام کو اور کفر کو اس نے سنبھالا ہے
نہیں بیٹا یہ پالا۔ آستیں میں سانپ پالا ہے

کبیر۔ پتا جی۔ آپ کیا رام کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو غلط سمجھتے ہیں۔

نورا۔ میں ٹھیک سمجھتا ہوں مسلمانوں کا خدا رام نہیں رحیم ہے۔ یہی قرآن کریم کی سچی تعلیم ہے۔

کبیر۔ پرنتو۔ رام رحیم کا جھگڑا سب بیکار ہے۔ یہی بھید بھاؤ جاتیہ ونانش کا کارن ہے۔ واستو میں رام اور رحیم ایک ہی مالک کا

نام ہے۔ اس رام کا مذہب نہ ہندو ہے نہ اسلام ہے۔ ہے

یہ حضرت اور ہرمی کبھی کو ہی دو نام کہتے ہیں
جیسے اللہ کہتے ہو اسی کو رام کہتے ہیں
کریما اور کیشو میں نہیں دو بھید ہونے کے
مسلماں اور ہندو ہیں دو زیور ایک سونے کے

نورا۔ مورکھ تو پتھر اور پارس کا ایک ہی مول بتا رہا ہے۔ کفر کو اسلام بنا رہا ہے۔ ہے

ہر اک سرمہ تو پینے سے میرہ ہو نہیں سکتا
تری بکواس ہے کنکر تو ہیرا ہو نہیں سکتا

کبیر۔ جھوٹی قومیت کے ابھیمان نے آپ لوگوں کی بدھی کو جڑ بنا دیا۔ جو بنا کارن کے ایک کو دو بتا دیا۔ ورنہ ایک ہی معمار کی یہ دو تعمیریں ہیں۔ ایک ہی مصور کی دو تصویریں ہیں۔ ہے

ایک ہی مٹی ہوا اور ایک جل آکاش ہے
دیپک اور فانوس میں اس ایک کا پرکاش ہے
ایک ہے لوہا جدا گھڑنے کی پر ترتیب ہے
لوہے کا بکتر ہے اور لوہے کی ہی شمشیر ہے

نورا۔ سانپ دودھ پیتا ہے۔ راگ سنتا ہے۔ پھر بھی اس کا زہر نہیں جاتا جیوجی۔ یہ اسی ہٹ پر اڑا رہے گا تو زمانہ نہیں گیا ہے کہے گا ہے

نیماں۔ شاید ہندو دودھ کی تاثیر ہوگی جس سے رام رام کرتا ہے باقاعدہ مسلمان بن جائیگا تو اپنے خدا کے آگے ہی سر جھکائے گا۔

نورا۔ تو میں آج ہی اس کو باقاعدہ مسلمان بنا دوں گا۔ لو وہ قاضی صاحب بھی آگئے۔

(قاضی صاحب کا داخل ہونا)

سلام علیکم قاضی صاحب۔

قاضی صاحب۔ وعلیکم السلام۔

نورا۔ قاضی صاحب آپ کو سب حال معلوم ہے۔ ہمارا یہ لڑکا بیدین ہو رہا ہے۔ اس کو دیندار بنائیے اور ایمان پر لائیے۔

قاضی۔ (کبیر سے) کیوں بیٹا تم اللہ کے اسلام سے کیوں پھر رہے ہو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی عذاب اور دوزخ کی آگ میں گر رہے ہو

ہے باقی جو بھی سب وہ کفر ہے اور بے حیائی ہے
ہے دنیا کا خدا وہ ایک جس کی یہ خدائی ہے

کبیر۔ میں بھی کہتا ہوں خدا ایک ہے۔

قاضی۔ ہاں وحدہٗ لاشریک ایک ہے۔

کبیر۔ تو پھر اس میں سچا اور جھوٹا کون؟

قاضی۔ سچا مسلمانوں کا خدا اور جھوٹا ہندوؤں کا رام۔

کبیر۔ آپ نے مذہب کی تمام کتابیں پڑھی ہیں؟

قاضی۔ تمام اور کمال۔

کبیر۔ تو پھر سب مانو گد ہے پر چندن کا بھار ہے۔ بنا ں الجیاس کے پڑھنا لکھنا سب بیکار ہے۔ جس طرح چمچے کو ملیٹھ گرد دے بھوجن کا سواد معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایر شاگرئے سے اور متعصب کو برہم کا گیان نہیں ہوتا

ہیں سب اگیان کے جھگڑے یہ ہندو ہے یہ مسلم ہے
ہر کسی کا نام حضرت ہے جو برہما ہے وہ آدم ہے!

سمندر اور دریا میں وہی جل روپ رہتا ہے
کوئی اس کو محمدؐ اور کوئی مہا دیو کہتا ہے

قاضی۔ ارے بچے تو اس مذہب کی بھول بھلیاں کو نہیں سمجھ سکتا۔

کبیر۔ لیکن اتنا ضرور سمجھتا ہوں کہ جب آدم کا جنم ہوا۔ اس وقت نہ ہندو تھے نہ مسلمان نہ ماں کا خون تھا نہ باپ کے نطفے کا نشان نہ گئو تھی نہ قصائی۔ نہ نرک کی اگنی تھی نہ سورگ کی شیتلتائی

قاضی۔ تو یہ سب کہاں سے آئی؟

کبیر۔ جب عقل کو بے عقل آئی۔ تو زبان کے ذائقے کے لئے یہ دوئی کی رچنا رچائی۔ سو

دو جدا رستے ہمیں اگیان نے دکھلائے ہیں
ورنہ منزل ایک ہے ایک ہی جگہ سے آئے ہیں
ایک ہی ہے کرشن رام کرشن اور کریما ایک ہے
ہندو مسلم ایک ہے رام اور رحیما ایک ہے

قاضی۔ تو کیا یہ بھید بھاؤ فضول ہے؟

کبیر۔ جیسے کوئی کہہ دے کہ لونگ میں پھل اور چندن میں پھول ہے۔ جنم کے وقت نہ ہندو کے گلے میں جنیو ہوتا ہے نہ مسلمان کے ختنے اور سنت کا نشان ہوتا ہے۔ یدی پرماتما کے ہاں ہندو مسلمان کا بھید ہوتا تو مسلمان سنت کرا کر اور ہندو جنیو دھار کر جنم لیتا۔ سو

ہندو مسلم ہیں دو آنکھیں پر مبصر ایک ہے
ہیں جدا پانی کی لہریں پر سمندر ایک ہے
ایک ہیں ہندو مسلمان ایک ہے سب کا خدا
کھانڈ تو ہے ایک لیکن دو کھلونے ہیں جدا

قاضی۔ تو تمہارا یہ منطقی پتر مشکل سے رستے پر آئے گا۔

نورا۔ کیوں کبیر خدا پر ایمان نہیں لائیگا۔
کبیر۔ دوہا

مت کرو بات تم اس عشق کے دیوانے سے
عشق چھوڑے گا کسی کے نہ وہ سمجھانے سے
جان دیکر ہے لیا عشق کا سودا جس نے
چھوڑ سکتا ہے وہ کیا آپ کے بہکانے سے

نورا۔ قاضی جی۔ تم نے اس کا نام کبیر رکھ کر اس کا دماغ آکاش پہ چڑھا دیا۔
قاضی۔ کیا کرتا۔ قرآن کریم سے تین مرتبہ نام نکالا۔ تین مرتبہ ہی کبیر نکلا۔
نورا۔ بتا ضدی بچے۔ رام کو تیاگے گا یا پران کھوئے گا۔

دوہا

بناں کاٹے ہوئے گردن نہ پھریہ ہاتھ ٹھہریگا
بدن مٹی میں لوٹیگا لہو میں سیس تیرے گا

کبیر۔ یہ تو کبیر اس بندھن سے آزاد ہے۔

دوہا

میں نہیں ہوں گا ٹھ جو مجھ کو جلا ڈالوگے تم
میں نہیں ہوں خون جو مجھ کو بہا ڈالوگے تم
میں نہیں مٹی کہ مٹی میں ملا ڈالوگے تم
میں نہیں فانی فنا کرکے مٹا ڈالوگے تم
تم سمجھتے ہو یوں آکاش رج پانی ہوں میں
کیا مٹاؤگے مجھے نرلیپ لافانی ہوں میں

نورا۔ (کلھاڑی کا ہتھیار اٹھا کر) تو لے دیکھ۔
آکاش بانی۔ دوہا

یہ نہیں سادھارن ہستی یا کھشات اوپکار ہے
ہندو مسلم انش سے اتحاد کا اوتار ہے
(سب کا ادرشیہ ہونا)
ڈراپ سین

ایکٹ پہلا ـ سین تیسرا

مندر

(مندر سے گھنٹے گھڑیال و شنکھ کی آواز یعنی آرتی کی آواز عکرودی اور سکرودی دو مسلمانوں کا کرودھ میں داخل ہونا۔)

دونوں۔ بند کرو۔ روک لو۔

عکرودی۔ کافرو۔ بند کرو۔ اپنے اس گھنٹے اور گھڑیال کو پھینک دو شنکھ کو توڑ دو۔



دل یہ اسلام کے بہ بین کے چھری لگتی ہے
ہم کو آواز تمہاری یہ بری لگتی ہے

(پوجاری کا باہر آنا)

پوجاری۔ کیا تمہارے اذان کی آواز سُریلا راگ ہے۔ اور ہماری آرتی کی دھونی میں زہر کی لاگ ہے۔



حق جس طرح ہے تم کو نماز اور اذان کا
ادھیکار ہم کو بھی تو ہے پوجا کا دھیان کا

اُس کی دیا کچھ ہم سے زیادہ ہے آپ پر
بیٹوں کو حق تو ایک سا حاصل ہے باپ پر

عکرودی۔ تم کو معلوم نہیں کہ یہ اسلامی راج ہے اور شاہی قانون کے خلاف چلنے والے کا یہی علاج ہے۔

پوجاری۔ کیا؟

عکرودی۔

زندہ رہنا ہے اگر تو چھوڑ دو اُس رام کو
چاہتے ہو خیر تو کر لو قبول اسلام کو

پوجاری۔ لیکن یہ شاہی قانون نہیں ہو سکتا کہ جبراً کسی سے مذہب ترک کروایا جائے۔ ساری پرجا کو سمان درشٹی سے دیکھنے والا سکندر لودھی بادشاہ اتنا اگیانی نہیں جو اپنے بڑے بیٹوں الغرض مسلمانوں کو دھرم سوادھینتا کا ادھیکار دے اور اپنے چھوٹے بیٹوں یعنی ہندوؤں کو دھکار دے۔

عکرودی۔ لیکن ہم خود اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہندو جب سنکھ اور گھڑیال کی آواز بلند کرتے ہیں تو ہمارے دلوں پر چوٹیں لگتی ہے۔

عکرودی۔ اور اسی لئے۔

مسجدیں بنوائیں گے ہم مندروں کو توڑ کر
چین لیں گے ہم تمہارے ان بتوں کو توڑ کر

(بتوں کو توڑنا چاہتے ہیں کبیر آتا ہے)

کبیر۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔

ہو مسلماں پر شریعت کچھ ابھی جانی نہیں

توڑنا دل آدمی کا تو مسلمانی نہیں
سنگدل بنتے ہو کیوں دھرم اور دیا کو چھوڑ کر
کیا بنا لوگے بھلا تم گھر خدا کا توڑ کر

عکرودی ۔ یہ لوگ بت پرست ہیں اور اسلام میں بت پرستی گناہ ہے۔

کبیر ۔ تو ایک یہ ہی نہیں ساری دنیا گمراہ ہے۔ مالدار کا بت مال اور اسباب دودیارتھی کا بت گرنتھ اور کتاب عیسائی کا بت انجیل۔ دویکی کا بت دلیل۔ آستک کا بت کرتار اور ناستک کا بت سنسار ہے اگر بت پرست ہیں تو سب ورنہ کوئی بھی نہیں۔ اگر خدا پرست ہیں۔ تو سب ورنہ کوئی بھی نہیں۔

جسے دیدار خدا کا نصیب ہوا وہ سمجھو خدا سے جدا ہی نہیں
جسے دین کے دھندوں میں آن پڑا اسے سمجھو خدا تو ملا ہی نہیں

عکرودی ۔ لیکن ہم ان بتوں کو ضرور توڑیں گے۔ اور اس مندر کی جگہ پر مسجد بنوا کر چھوڑیں گے۔

کبیر ۔ کسی بدکار دیشیا یا ناستک کا مکان ہو تو گروا کر کچھ بھی بنواؤ۔ ارے یہ تو خدا کا ہی گھر ہے۔ اس کو توڑ کر خدا کی ہنسی نہ اڑاؤ دل والوں کا دل نہ دکھاؤ۔

کوئی کہتا خدا اس کو کوئی بھگوان کہتا ہے
جو مندر میں بنا ہے بت وہی مسجد میں رہتا ہے
وہی ہندو کے دل میں ہے وہی مسلم کے سینے میں
وہی کاشی میں رہتا ہے وہی مکے مدینے میں

عکرودی ۔ لاحول ولا حضرت آپ کیا بولتے ہیں۔ مسلمان ہو کر کفر تولتے ہیں۔

۵

مت رام کو ملاؤ خداوند پاک سے
مندر کو ہم ملائیں نہ مسجد کی خاک سے

کبیر۔ یہ متھیا ابھیمان ہے۔ نہیں تو مکہ مدینہ کاشی اور کعبہ سب یکساں ہے جس طرح پیالہ۔ صراحی اور گلاس ایک ہی مٹی کی بھن بھن صورتیں ہیں اسی طرح ہندو اور مسلمان اوتار اور پیغمبر اسی ایک رام کی اینک صورتیں ہیں۔

۵

رٹتے ہیں سب اسی کو ہی پوجا نماز میں
مایہ اسی کی ہے یہ سلام اور نماز میں
کالے سفید پھول ہیں سب ایک باغ کے
پروانے ہم سب ہی ہیں اس ایک ہی چراغ کے

پوجاری۔ دوستو ذرا دل میں دیا دھارو ٹھنڈے دل سے وچار ویوار بھی ملاؤں اور پنڈتوں نے ہمیں کاٹھ کا الو بنا چھوڑا ہے۔ نیچ اور ملیچھ کا بھید بھاؤ بنا کر پیٹ کی خاطر ایکتا کے رشتے کو توڑا ہے۔

۵

اس طرح گر دین کے جھگڑوں پہ ہم مرتے رہے
اس طرح نفرت اگر آپس میں ہم کرتے رہے
تیاگ ہم نے کر دیا گر ایکتا و دویش کا!
مال و دھن لٹ جائیگا غیروں میں اپنے دیش کا

عکرومی۔ لیکن ہم کو دیش سے مذہب زیادہ عزیز ہے۔
کبیر۔ تو دوسروں کے مذہب کو دبا کر اپنا مذہب مت بڑھاؤ۔ بلکہ دوسروں کا مذہب جھوٹا جتلانے کے لئے اپنے مذہب کی سچائی کو دیباؤ۔ دوسروں

کا خون گرا کر جنت کی بنیاد نہ بناؤ۔ چندرمان کے سمان دوسروں کو ٹھنڈک دیکر آپ بھی سُکھ پاؤ۔ سورج کی طرح تاروں کو مار گرا اپنے آپ کو نہ پتاؤ۔

جو دیکھو غور سے سب ایک کے بنائے ہو
ہو ایک باپ سے اور ایک ماں کے جائے ہو
زمین ایک ہے اور ایک ہی عمارت ہے
زبان ایک ہے دونوں کا دیش بھارت ہے

(بجلی خان و سپاہیوں کا داخل ہونا)

بجلی خاں۔ کبیر جی۔ کیا آپ یہاں کفر کا اعلان کر رہے ہیں؟

کبیر۔ نہیں یہاں ہم اونچی نیچی دھرتی کو یکساں کر رہے ہیں۔ ہندوتا نا مسلمان بانے سے ملا کر ایک قومی وستر بنانے کا سامان کر رہے ہیں۔

بجلی خاں۔ کوّے اور ہنس کا بھی ملاپ ہو سکتا ہے؟

کبیر۔ ہاں جو حلال کا دیر یہ ہیں اُن کا ایک ہی باپ ہو سکتا ہے۔

بجلی خاں۔ تمہارے یہ ارادے دھرے رہ جائیں گے۔

کبیر۔ ایشور نے چاہا تو یہ بکھرے ہوئے منکے ایک ہی قومی مالا میں نظر آئیں گے۔

ہاتھ میں ہندو کے تسبیح اور مسلماں ساتھ ہیں!
ہو گا پیشانی پہ ٹیکا اور مالا ہاتھ میں!
وید کا تم پاٹھ دیکھو گے مسلمانوں کے گھر
اور دیکھو گے قرآں ہندو دھرموانوں کے گھر

عکبروی۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ سورج اِدھر کا اُدھر سے اُودے

ہو جائے گا۔ لیکن وہ زمانہ کبھی نہیں آئے گا۔
کبیر۔ آئے گا اور ضرور آئے گا۔

سہ

مسلماں شوق سے چندن کو ماتھے پر لگائیں گے
اور ہندو یاترا کے واسطے مکے میں جائیں گے
اُدھر مندر میں مُلا نام اللہ کا پکارے گا
اِدھر مسجد میں پنڈت آرتی اُس کی اُتاریگا

بجلی خاں۔ دیکھو جس ملک کا مسلمان بادشاہ ہے وہاں ایسے کفر کی تعلیم پھیلانا گناہ ہے۔ اور اسی لیئے قید تمہاری سزا ہے۔

کبیر۔ کیا خدا کے دو بچھڑے ہوئے بیٹوں کا ملانا گناہ ہے سنسار میں اپنہار اور دیا دھرم کا پرچار کرانا گناہ ہے۔

سہ

تو اس مطلب کو میں خود اور میرا گھر بھی حاضر ہے
اگر دو بھائی مل جائیں تو لو یہ سر بھی حاضر ہے

بجلی خاں۔ تو بادشاہ کے حضور میں چلیئے جیسا فرمان ہوگا ویسا کیا جائیگا۔ لگا لو ہتھکڑی۔

(سپاہی ہتھکڑی لگاتے ہیں کبیر کو)

کبیر۔ واہ رے دنیاوی انصاف تیرا بول بالا ہے۔ سچائی کے منہ پر بندھن کا تالا ہے۔

گانا

کس قدر اُلٹا زمانہ آ گیا سنسار میں!
سچ کہنا جرم ہے انصاف کے دربار میں

منتری تو ہے خوشامد اور عادل جھوٹ ہے
چاپلوسی کی کلا ہے چل گئی گھر بار میں
پاپ ہے گر جھوٹ بولیں سچ کہیں تو قید ہے
سخت مشکل بن گئی سنسار کے ویوہار میں
چار دن کی موج میں بھولے ہیں مورکھ کال کو
کر رہے ہیں کنکر اور پتھر جمع بھنڈار میں
پھولنا پھلنا گنہگاروں کی قسمت بن گیا!
بے گناہوں کے سروں کے پھل لگے تلوار میں
کون سچا کون جھوٹا دنیا کا یہ حال ہے
سوجھتا کچھ بھی نہیں پڑے ہیں اندھکار میں

ایکٹ پہلا

پردہ چوتھا

کومک

اگلا محل

(وزیر اعظم خداوند خانصاحب اور خوشامدی اہلکاروں۔ لٹو۔ پٹو۔ رحیم اور کریم کا آنا۔)

خداوند خانصاحب۔ ولی۔ اولیا۔ پیر پیغمبر۔ گیان دھیان۔ وید۔ قرآن۔ پنڈت۔ ملا اور قاضی پنڈے سب کا یہی کہنا ہے۔

(گانا)

اگر اللہ دے گھر میں تو کھائے اور کھلائے بھی

رُکے اپنے ارادوں سے نہ رد کے اور رُکا ئے بھی

لٹو۔ خداوندخانصاحب۔ ہمارے دھرم میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

خداوند۔ کیا لکھا ہے؟

لٹو۔ لکھا ہے۔

ہ

ٹھگنی ہے یہ مایہ جو اسے پیار کرے گا
وہ جنم کو سنسار میں بیکار کرے گا
دولت کو جو دل کھول کر یاروں میں لٹائے
اس لوک میں سُکھ بھوگ کے پرلوک میں جائے

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

بٹو۔ اور ہم نے بھی شاستر کاروں سے ایسا ہی سُنا ہے۔

ہ

دولت ہے ناگن بڑی کرے نہ اس سے پیار
تھیلی کا منہ کھول دے کہے لنگوٹی یار!

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

رحیم۔ اور ہمارے دین کی بات تو خداوندخانصاحب پر خوب روشن ہے۔

خداوند۔ جی ہاں۔

سلیم۔ واہ روشن کیا۔ فقہ۔ حدیث۔ قرآن سیپارے۔ نماز اذان تو خداوندخانصاحب کو منہ زبانی یاد ہیں۔ مگر ذرا شرماتے ہیں کیونکہ بڑے ہی آزاد ہیں۔

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

رحیم۔ خداوندخانصاحب ہمارے مذہب میں تو آیا ہے۔

خداوند۔ کیا آیا ہے؟
رحیم۔ یہ آیا ہے کہ

ص

جو کہا لفظ عقلمندوں نے وہ معقول ہے
جو رکھے کوڑی کفن کو وہ بڑا مجہول ہے

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔
رحیما۔ جبھی تو کفن کوڑی کا بیسہ ہے۔
لکھو۔ خداوند خانصاحب۔ پیسہ بڑا ہی ناپاک ہے۔ یہ تو آپ جیسے امیروں کے جوتوں کی خاک ہے۔
سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔
رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ ہمارے مذہب میں تو یہاں تک کہہ دیا ہے (خود سے) بخشوانا خدایا۔ میں بالکل کفر تو لینے لگا ہوں۔ پیٹ کی خاطر یہ پہلا جھوٹ بولنے لگا ہوں۔
خداوند۔ ہاں کیا کہا ہے؟
کریم۔ خداوند خانصاحب کہا ہے اور ٹھیک کہا ہے۔
رحیم۔ کہا ہے کہ۔

ص

مرشد ہے وہ کمال یہ جس کا کلام ہے
پیسے کا پاس رکھنا بھی گویا حرام ہے

خداوند۔ یہ بات ہے؟
رحیم۔ (سلام کر کے) خداوند خانصاحب۔ خداوند خانصاحب۔ خداوند خانصاحب۔
خداوند۔ مگر ہم پیسے کو حرام سمجھ کر اس طرح گھر کی دولت لٹا دیں گے

تو لوگ ہمیں بے وقوف نہ کہیں گے؟
للّو۔ نہیں حضور بڑی عقلمندی کے ساتھ دولت سے اپنا پیچھا چھڑائیے۔
سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔
للّو۔ سنئے خداوند خانصاحب۔ خود کھائیے۔ یاروں کو کھلائیے۔ بھڑوؤں کی غریبی کو مٹائیے۔ رنڈیوں کو دیکر اُن کی دعاؤں سے جنت پر قابو پائیے۔ شراب میں دیکر صوفی کہلائیے۔ بھڑوؤں کو کھلاکر اناتھ رکھشا کا یش کمائیے۔
خداوند۔ آج سے تمہاری بات ہم نے پلے باندھ لی مگر گانٹھ نہ کھل جائے۔ خداوند خانصاحب۔ کسی پنڈت قاضی کے اڈنگے میں نہ آجانا۔
رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ یہ لوگ سورگ نرک کا چکمہ دیکر آدمی کو یکدم کھینچکر بنا دیتے ہیں خداوند خانصاحب
خداوند۔ واہ قاضی پنڈت کی ایک ہی کہی۔
رحیم۔ (اپنے منہ پر طمانچے لگاکر) ارراہیں بھول گیا۔ خداوند خانصاحب تو قاضی پنڈتوں کو دنیا کے لئے سخت منحوس خیال کرتے ہیں۔
للّو۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اجی حضرت خداوند خانصاحب تو کسی مُلّا یا پنڈت کا منہ دیکھ لیں تو بڑا بھاری پرایسچت کرنے کا سامان کرتے ہیں۔ اور کسی قاضی کا سایہ پڑجائے۔ تو فوراً اسنان کرتے ہیں۔
سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔
خداوند۔ یہ تو بتاؤ۔ آج کیا روزہ ہے ہمارا؟
للّو۔ تو کیا فکر ہے۔ یہ روزہ توڑ بھی تو موجود ہے۔ (بغل سے بوتل نکالنا)
خداوند۔ واہ واہ۔ واہ واہ۔ روزہ تو ہمیں رکھا ہے مگر یہ پھر کہاں ملے گی۔

کریم - حضرت اسی کے لالچ میں تو ملّا اور قاضی - پنڈت اور پادڑے جنت کے لئے ماتھے رگڑتے ہیں۔

خداوند - (شراب کا پیالہ لے کر) واہ

گانا

کوثر سے یہ بھرا ہے پیالہ شراب کا
پینا اسے ہے کام بڑا ہی ثواب کا

لٹو - بالکل بجا ہے - مطلق بجا ہے۔

گانا

اسی سے بند طبیعت مہک کے کھلتی ہے
یہ وہ پری جو قسمت سے آ کے ملتی ہے

(خداوند کا پیالہ نوش کرنا)

سب - بالکل بجا ہے - مطلق بجا ہے۔

رحیم - خداوند صاحب اب چودہ بھون کھل جائیں گے۔

کریم - اور ایک ہی چلّو میں سارے گناہ دھل جائیں گے۔

لٹو - خداوند خالصاحب کچھ لطف بھی آیا؟

خداوند - بڑی ہی مزیدار ہے۔

لٹو - مصالحوں کی بھی تو بھرمار ہے۔ سنیئے بیس من سونف اور بیس من کیکر کی چھال کو بیس من گھوڑے کی لید میں بیس برس تک رکھوایا اور پھر بیس من کیڑے مکوڑے کا ملیدہ اس میں ملایا۔ اور بیس برس کے پرانے پیتل کے برتن میں اس کا عرق کھچوایا۔ اب بھی اگر نشہ نہ آیا تو۔

رحیم - تو سمجھ لو کہ خداوند خالصاحب کے دماغ کا قصور ہے۔

خداوند - بھائی نشہ تو کمال ہے۔

رحیم - تو بس اب طبلے پر تھاپ پڑے۔ کانوں میں گویئے کی الاپ پڑے۔

نخرے تخرے والی معشوق گاتی ہو۔ اور کومل ہاتھوں سے پیالہ بھر کر
پلاتی ہو۔ آداب عرض خداوند خانصاحب۔
لٹو۔ حکم ہو تو وہ ڈوٹے پکڑ لاؤں۔ (بخود) کہ گدھے کو الو بناؤں۔
رحیم۔ تو بھلے کام کی کیا پوچھ۔
خداوند۔ ٹھیک ہے بھلے کام کی کیا پوچھ۔
لٹو۔ تو ابھی لیجیے۔ (رحیم کو شراب کی بوتل دینا۔ اور اشارے سے سمجھانا
کہ خداوند کو پلا کر خوب کھینچ کر بنانا)
(جانا لٹو کا)
رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ آپ قسمت کے بل ہیں۔
پٹو۔ تو فکر نہیں۔ ہم سب بل نکال دیں گے۔
رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ آپ کی قسم۔ گانے بجانے کا مزہ تب آئے گا۔
جب ایک آدھ گھونٹ اور اندر جائیگا۔
سب۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔ (پیالے میں شراب ڈال کر دینا)
خداوند۔ واہ واہ کیا کہنے تم تو ہمارے لنگوٹیے یار ہو۔ (پینا)
پٹو۔ جی ہاں۔ جس کو ہمارے جیسے دوست مل جائیں اس کو دشمن کی کیا
ضرورت ہے۔
(لٹو دو رنڈیوں اور ایک گرہست عورت سوشیلا کو پکڑ کر لاتا ہے)
لٹو۔ لیجئے خداوند خانصاحب۔ یہ تو دو رنڈیاں ہیں۔
خداوند۔ اور یہ تیسری۔
لٹو۔ یہ پن گھٹ سے گاگر بھر کر لا رہی تھی۔ اس کی گاگر کو رستے میں گرایا۔
اور اس کو کھینچ کر یہاں لے آیا۔
رحیم۔ فکر نہیں۔ خداوند کے ہاں گاگروں کی کیا کمی ہے۔
پٹو۔ اجی سونے کی۔

سب۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
خداوند۔ کیا یہ گاتی ہے؟
لٹو۔ خداوند خانصاحب گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
سوشیلا۔ ہے بھگوان۔ ایک ابلا کو کس وپچار منڈل میں پھنسا دیا۔
تو ہی دینا ناتھ ہے۔ میری لاج تیرے ہی ہاتھ ہے۔
لٹو۔ کیا سوچتی ہو پیاری۔ یہ جو سامنے ہیں تمہارے پجاری۔ یہ بادشاہ
سکندر لودی کے سب سے بڑے وزیر ہیں۔
سوشیلا۔ تو جس راج میں وزیروں کا یہ حال ہے پھر اس راج کا رکھشک گوپال ہے
لٹو۔ (رنڈیوں سے) اچھا اب تم ذرا اپنی اداؤں کا ناٹک شروع کرو۔
خداوند۔ مگر وہ؟
لٹو۔ وہ گاتی نہیں حضور۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے

گانا

مورا پھول جیسا جوبن۔ سیاں نے مار دینو رے۔
میں البیلی نازک ناری۔
سیاں مورا نٹ ورگردھاری
ہاری میں تو ہاری۔ سیاں نے مار دینو رے
برچھی نیناں کی رے لاگی
رہ اگن ہردے میں جاگی
آگ آگ کر بھاگی۔ سیاں نے مار دینو رے
رنڈیاں۔ (سلام کرکے) خداوند خانصاحب۔ خداوند خانصاحب۔

خداوند خانصاحب۔

خداوند۔ خوب گایا۔ مگر وہ ؟

للو۔ وہ گاتی نہیں۔

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے

رحیم۔ دیکھیے حضور اب عقلمندی سے خرچ کرنے کا سنہری موقع خدا نے ہاتھوں ہاتھ دے دیا ہے۔

لیقم۔ (رنڈیوں سے) یاد رکھنا آدھا ہمارا۔

رنڈی۔ جی ہاں۔ روپے میں آٹھ آنے تمہارا۔

للو۔ میں خداوند خانصاحب کی عقل کو تالا لگاتا ہوں۔ اور تمہیں منہ مانگا انعام دلاتا ہوں۔ خداوند خانصاحب۔ ذرا ان کے سامنے بھی ایک آدھ پیالہ پی کر، کھلایئے۔ عاشق ہو تو معشوق کی حسرت مٹایئے (دینا)

خداوند۔ جی ہاں لایئے۔ لایئے (پینا) مگر وہ ؟

رحیم۔ وہ گاتی نہیں حضور۔

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔ جاؤ ان کو منہ مانگا انعام دیدو۔

رنڈیاں۔ حضور سلامت۔ سلامت۔ سلامت

(جانا رنڈیوں کا اور للو کا)

سوشیلا۔ خداوند خانصاحب۔ آپ نے مجھے کیوں یہاں پکڑ وا منگوایا ہے۔

۵

خداوند۔

مجھے اس شمع نے پروانہ بنا چھوڑا ہے

پیاری تو پری ہے کہ دیوانہ بنا چھوڑا ہے

سوشیلا۔ کیا بادشاہ نے تمہیں اس لیے مرتبہ دیا ہے کہ شاہی رعیت کی بہو بیٹیوں کا اس طرح ایمان کرو۔ دین دھیوں کو ویران کرو۔

گانا

نہ آکر اس طرح تم جوش میں بھگوان کو بھولو
جوانی کے نشے میں آ کے مت ایمان کو بھولو

رحیم۔ واہ یہ تو پوری لیکچرار ہے۔
کریم۔ بڑی طرار ہے۔
لٹو۔ (آکر) بالی ہوش کر۔ ایک وزیر اعظم تو تم پر جان دیتا ہے۔
سوشیلا۔ ایسے وزیر پر ایشور دیا کرے۔

گانا

جہاں پر دھرم کو پاپی جنوں کو پاپ گھیرے ہیں
جہاں حاکم ہی ڈاکو بدچلن اور لٹیرے ہیں
جہاں منصف کمر باندھے ہوتے ہیں کشٹ دینے کو
رعیت پھر کہاں جائے بھلا انصاف لینے کو

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
رحیم۔ اری دیوانی۔ ہوش کی دوا لے۔ وزیر صاحب کی ہو جائے گی تو پانچوں انگلی میں رہیں گی۔
سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے
سوشیلا۔ میں تمھیں اور تمہارے وزیر صاحب کو جوتی کے برابر نہیں سمجھتی۔ تم سب کے سب بدمعاش اور کمینے ہو۔

گانا

لاکھ دولت ہو پتی برائن کو پھسلاتی نہیں
پاؤں سے بھی ایسے کتوں کو میں ٹھکراتی نہیں

رحیم۔ حضور جھکتی ہے مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے (لٹو کا آنا)

لٹو۔ تمہارا منشا ہے کہ زبردستی ہو۔
سوشیلا۔ زبردستی مجھ سے۔ دیوتا اتھوانش کی کیا مجال ہے جو ایک پتی ورتا بھارت محلا کی طرف بُری نظر اُٹھا کر دیکھے۔

گانا

نرک کی کھائی میں اے پاجیو کیوں گر کے مرتے ہو
تمہاری موت آتی ہے ستی سے چھیڑ کرتے ہو
اکیلی ایک ابلا جان کر یوں تنگ کرتے ہو
میں دیکھوں کس طرح میرا پتی برت بھنگ کرتے ہو (جانا)

خداوند۔ واہ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔ مگر گئی۔
لٹو۔ اجی کہاں جائے گی۔ میں آج اس کو ڈھونڈ نکالوں گا۔ آج ہی اس کے گھر بار کا پتہ لگا لوں گا۔
خداوند۔ دوستو ہم اس کو ضرور لیں گے۔
رحیم۔ خداوند خانصاحب مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
(سب کا جانا)

ایکٹ پہلا ۔ سین پانچواں

کچہری

{بادشاہ سکندر لودھی۔ قاضی صاحب۔ خداوند۔ لٹو۔ چھٹو
رحیم۔ کریم۔ وغیرہ درباری و اہلکاروں کا سماگم}

گانا - (کنچنیوں کا معہ ناچ)

آن مان شان شریمان کی بڑھے
اقبال مال آیش ستان کی بڑھے
آن مان۔
شترو۔ کو سدا ججئے ہو۔ راج اور تاج ابھے ہو۔
پرتھوی پتی کی جے ہو۔
عالم میں قدر آپ کے فرمان کی بڑھے۔
آن مان۔
بھرپور گھر ہو زر سے۔ بادل خوشی کا برسے
بدخواہ حسد سے ترسے
جہان جگت میں کیرتی گن گان کی بڑھے۔
آن مان۔

سکندر۔ قاضی صاحب۔ ہم نے اپنی رعایا کو ہر پرکار کی آزادی دے رکھی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس طرح مذہبی واد و واد ہو اور ہمارے حضور میں کسی قسم کی فریاد ہو۔

قاضی۔ بجا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کا اس طرح بیدین ہو کر ہندوؤں کا دم بھرنا۔ اور رحیم کو چھوڑ کر رام کا سمرن کرنا کتنا بھاری گناہ ہے۔

سکندر۔ تو ہم نے اس کو قید کر کے حضور میں لانے کا حکم دیا ہے۔ جب تک ہم اس کا امتحان نہ کر لیں گے۔ کسی قسم کا ڈنڈ نہیں دیں گے۔

چوبدار۔ (آکر اور مجرا بجا لا کر) خداوند نعمت۔ مذہبی قیدی در دولت پر حاضر ہے۔

سکندر۔ حضور میں پیش کرو۔

(جانا چوبدار کا)

خداوند خانصاحب۔ اور حضور اس کی گستاخی ملاحظہ ہو۔ اس نے خدا کے کبیر کے نام پہ اپنا نام کبیر رکھ چھوڑا ہے۔

(کبیر کا پابہ زنجیر لایا جانا)

سکندر۔ کبیر۔ ہم نے سنا ہے کہ تم مسلمان ہو کر رام کا نام لیتے ہو؟

کبیر۔ آپ نے جو کچھ سنا ہے وہ سب سچ ہے۔

ہ

رام دیپک ہے میرا اور میں پروانہ ہوں
رام معشوق ہے میں رام کا دیوانہ ہوں

سکندر۔ تمہارا مذہب؟

کبیر۔ لا مذہب۔

ہ

تسبیح جپوں نہ سمرنی ہت سے کہوں نہ رام
میرا رام مجھے جپے تو پاؤں وشرام
پریم پاکر میں گل گئے جیوں پانی میں لون
نمک گلا پانی ہوا اندر پہ پیا وسے کون

سکندر۔ کیا تم نے اس رام کو دیکھا ہے؟

کبیر۔ دیکھا ہے لیکن گونگا گڑ کے سواد کو کیا بتا سکتا ہے۔

ہ

وہ دور سے بھی دور ہے اور پاس سے بھی پاس ہے
وہ روم روم میں رمتا ہے جیسے پھولوں میں باس رہتی ہے
چکمک میں آگ کی صورت اگنی میں تاپ بنا ہے وہ
ہم تم سب کھیل تماشا اور کھلاڑی آپ بنا ہے وہ

قاضی۔ حضور۔ آخر تو جولاہا ہے اوچھا آدمی بڑا ہو کر اوپر اچھلتا ہے شطرنج کا پیادہ فرضی بن کر ٹیڑھی چال ہی چلتا ہے۔ دیکھئے اُس نے حضور کو سلام بھی نہیں کیا۔

کبیرؔ۔ میں نے کسی کو سلام کرنا نہیں سیکھا۔

گانا

عشق کا پروانہ نا کے سے کبھی رکتا نہیں
اک سوائے رام کے یہ سر کہیں جھکتا نہیں

بجلی خاں۔ کیا تجھے راج کے کرودھ کا بھی ڈر نہیں؟

کبیرؔ۔ نہیں راج کی مانشی شکتیاں میرے نربھے آتما کو نہیں ڈرا سکتیں۔

قاضی۔ جہاں پناہ دیکھئے کیا بکتا ہے۔ اسی کی ہر ایک بات سے کفر ٹپکتا ہے۔

کبیرؔ۔ کفر؟ کفر تو وہاں ہے جہاں دیا اور دھرم نہیں۔ کفر وہاں ہے جہاں دین و دنیا کی شرم نہیں۔ کفر وہاں ہے جہاں دوسروں پر ظلم ڈھایا جاتا ہے۔ کفر وہاں جہاں نردوشوں کا قیمتی خون پانی کی طرح تپتی ہوئی دھرتی پر بہایا جاتا ہے۔

گانا

کفر برستا ہے مغرور خود پسندوں پر!
جو ظلم کرتے ہیں ظالم خدا کے بندوں پر

سکندر۔ ہم نے یہ بھی سُنا ہے کہ تم رام اور رحیم کو ایک بتلاتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمارگ پر چلاتے ہو۔

کبیرؔ۔ یہ تو میں بھی اب بھی کہتا ہوں۔

گانا

وہی رام رحیم وہی اللہ وشنو گوند ہیش وہی!

وہی کیشو اور کریم وہی جگدیش رسول گنیش وہی !!!
وہ وید پڑھیں وہ قرآن پڑھیں وہ مولانا وہ پانڈے ہیں
بھن بھن یہ نام رکھے ورنہ ایک ہی ہٹی کے بھانڈے ہیں

قاضی۔ یہ تم خود کہتے ہو یا کوئی پرمان ہے؟
کبیر۔ یہ وید اور قرآن سے نکلا ہوا سچا برہم گیان ہے۔

ہ

اللہ ہے نماز میں پوجا میں رام رام
بھاشا نے رکھ دئے ہیں یہ دونوں اسی کے نام
وید اور قرآن میں وہی بھگوت پرکاش ہے
رام اور رحیم ایک ہے جس کی تلاش ہے

سکندر۔ کیا تمہارے کہنے سے ہندو مسلمان ایک ہو جائیں گے؟
کبیر۔ تم بادشاہ ہو۔ تمہارا ابھی کرتویہ ہے کہ دونوں کو ایک کر دینے کا
یتن کرو۔ مسجد اور مندر کی آزادی دیکر ہندو مسلمانوں کو آپس میں شیر و
شکر کی طرح ملا دو جس سے وہ آپ کو پرکھوی پتی ان داتا سمجھیں۔ دونوں
خدا کو اپنا باپ اور بھارت کو اپنی ماتا سمجھیں۔

ہ

لگا کر پریم کا سیمنٹ انھیں اک تار سے باندھو
نہ قابو آئیں گے سختی سے ان کو پیار سے باندھو
یہ جھگڑے ہی رہے تو ان کی پھر اولاد بگڑے گی
خدا ہو گر یہ انیتی راج کی بنیاد بگڑے گی

سکندر۔ جولاہے تو بڑیوں میں جکڑا ہے۔ مگر ابھی تک اسی نقطے پر
کھڑا ہے۔
کبیر۔ لیکن مجھے بیڑیوں میں جکڑا ہے کس لئے؟

سکندر۔ قانونی جرم ہیں۔

کبیر۔ کیا دیش میں شانتی اور پریم پھیلانا جرم ہے؟

سکندر۔ نہیں۔

کبیر۔ دنیا کو اہنسا پرمو دھرما پر چلانا جرم ہے؟

سکندر۔ نہیں۔

کبیر۔ ہندو مسلمانوں کو آپس میں ملانا جرم ہے؟

سکندر۔ نہیں۔

کبیر۔ پھر میرا قصور؟

سکندر۔ تمہارا قصور......

کبیر۔ ہاں قصور۔

پرچار ستیہ دھرم کا کرتا ضرور ہوں
میرا قصور یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں

سکندر۔ تمہارا جرم بھاری ہے۔

کبیر۔ تو پھر میری کیا عذر داری ہے۔ آپ خود ہی راجنیتی نیم کے بنانے والے خود ہی جرم لگانے والے۔ خود ہی سننے اور سنانے والے۔ خود ہی ڈنڈ دلانے والے۔

آپ ہی منصف ہو تم اور آپ ہی جلاد ہو
کیا کرے فریاد کوئی کون پھر آزاد ہو
پریم دنیا کو سکھانا جرم ٹھہرا تو لیجیے!
حاضر ہے ہستی کی کایہ ڈنڈ کچھ بھی دیجیے

سکندر۔ قاضی صاحب اس کو کیا سزا دی جائے؟

قاضی۔ خداوند اس کو دیوانے ہاتھی کے پیروں میں ڈالا جائے۔
خداوند حضور۔ سولی پر چڑھا کر اس کا دم نکالا جائے۔
سکندر۔ ہمارے خیال میں تو زندہ پانی میں بہا دو۔ کافر کی یہ سزا ہے
ایک دنیا کو دکھا دو۔ پکڑ لو۔ اچھی طرح سے جکڑ لو۔

سین کا ٹرانسفر ہونا دکھاؤ

ندی

کبیر ؎

مٹائے عشق سے ہم ہیں ہمیں تم کیا مٹاتے ہو
یہ کایا بلبلا پانی کا پانی میں بہاتے ہو
اَو چل آتما امر تو کی ندی پر چڑھاتے ہو
بڑے مورکھ ہو تم جو آگ پانی میں لگاتے ہو

{ کبیر کو دریا میں ڈھکیلتے ہیں
آواز کبیر کا ندی کو عبور کر جانا }

(دوسرے کنارے پہ کھڑے ہو کر) ؎

پریمی کی ناؤ بنی اور پریم کا نیر
جیتے جی ہی تر گئے پریمی سنت کبیر

ایکٹ پہلا ۔ سین چھٹا

کٹ جنگل

رشی آشرم

لوئی کا پرویش کرنا اور گانا

ہندو ہو یا کہ مسلم شدت ہو یا رسا ہو
ایمان ہو اسی کا جس سے کوئی بھلا ہو
پوجا کرے تو کیا ہے قرآں پڑھے تو کیا ہے
کس کام کی ہے بھگتی ہے گر دل میں میل بھرا ہو
ہے دھنیہ اس کا جیون اسکا جنم مبارک
جو قوم کے بھلے میں آٹھوں پہر لگا ہو!
سو راکھ کو چھوڑ زیبا ادنوں کی فکر کرنا
گر چاہتے ہو اپنا پرلوک میں بھلا ہو

(رشی کا داخل ہونا)

رشی ۔ بیٹا لوئی کچھ آن بھوجن کیا؟

لوئی ۔ ہاں مہاراج کر لیا ۔ ایک ہندو سادھو سے بنا ہوا یہ اسلامی تقریر اندیکار کئے ۔ لوچھ سے بہت کچھ دب چکا ہے ۔

میں ایک بے گھر یتیم لڑکی ستائی دکھ کی اناتھ بالا

عزیز پتری سمجھ کے تم نے پتا کی درشٹی سے مجھ کو پالا !
دُکٹ سمے پر مجھے سنبھالا نہ جب تھا شدھ کوئی لینے والا
پلا تھا مٹی میں بھول لیکن پلک ہے تم نے پتھر نکالا

رشی - پتری - میں نے تم کو نہیں پالا کنتو اپنا دھرم پالا ہے - وہ بھگوان ہی سب جیووں کا رکھوالا ہے -

جنم کا ادنچ نیچ کرم دنیا کی دو رنگی ہے
دیا دل میں نہ ہو برہمن کے تو برہمن بھی بھنگی ہے
دھرم بن ہے ورتھا ساری بگاڑی ان دوہا تھوں کی
مہا پاپی ہے جو کرتا نہیں رکھشا اناتھوں کی

لونی - شریمان یہ آپ کا ہی اُدار آتما ہے جس نے ایک یتیم اچھوت کو مٹی سے اٹھا کر آنکھوں سے لگایا - نہیں تو سادھو اور برہمن ہمارے سایہ سے ڈرتے ہیں - نفرت سے دُور کھڑے رام رام کرتے ہیں -

اچھوتوں کو تو وہ جل پتر کی تحریر سمجھے ہیں
وہ اپنے باپ کی سنسار کو جاگیر سمجھے ہیں
ہمارا تو بڑی نفرت سے وہ ترسکار کرتے ہیں
مگر ناپاک کتے کو وہ ہندو پیار کرتے ہیں

رشی - ایسے ابھیمانی بھید بھاؤ کا بیج بو کر جا تیتا کا ناش کر رہے ہیں - دھرم کو چھوئی موئی سمجھ کر اچھوتوں کے پرچھایہ سے ڈر رہے ہیں -

نہیں ہے اس قدر بودا دھرم چھونے سے جو ٹوٹے

نہیں کچا یہ رنگ جو ہاتھ کے لگنے سے ہی چھوٹے
نہیں بُت مسلماں ہوتا کبھی کعبے میں رہنے سے
نہ میلی ہو گئی گنگا کبھی دھرتی پہ بہنے سے

نوری۔ آہا۔ ہر ایک ہندو آپ جیسا اُودار ہو تو نشچے ہی بھارت کا شترو اُودھار ہو۔

رشی۔ بیٹا تمہاری نماز کا وقت ہو گیا۔ جاؤ اپنا نت نیم کرو میں بھی کچھ ابھیاس کرتا ہوں۔ (جانا)

نوری۔ (بخود) جو ہندو اچھوتوں کے سایہ سے چکراتے ہیں مسلمانوں کے چھو جانے سے گنگا جل پیتے اور نہاتے ہیں وہ آکر دیکھیں کہ کیا یہ رشی مہاتما گیان دھیان اور شاستر ادیادی میں کسی سے کم ودوان ہیں۔ ہم دونوں ایک ہی آشرم میں رہتے ہوئے بھی ہندو اور مسلمان ہیں۔



میرے ایمان کا ہندو سے نقصاں ہو نہیں جاتا
میرے چھونے سے بھی سادھو مسلماں ہو نہیں جاتا

(چند سادھوؤں کا آنا)

سادھو۔ جے ہو بن دیوی کی۔ بالا ہم کٹھن بن یاترا سے تھکے آ رہے ہیں۔ پیاس سے جی گھبراتا ہے۔ آس پاس کوئی جل کوپ بھی نظر نہیں آتا ہے۔

نوری۔ آہو بھاگیہ۔



گگن منڈل نہ کیوں شبھ آگمن کے پھول برسائے
درشن کے واسطے خوب جل کے سادھو دیوتا آئے

(جانا)
ہوجے، میں تازہ دودھ لاتی ہوں۔
علا براجمان ہوجے، میں تازہ دودھ لاتی ہوں۔ (جانا)
سادھو۔ گونڈ۔ گونڈ۔ گونڈ۔ دیکھا۔ جبھی تو کہا ہے کہ وہ بڑا ہی کرپالو ہے۔

ع

بن کھوجے آکر ملے انتر میں بھگوان
بن مانگے وہ دیت ہے بھوتے کو بکوان
(لوئی کا چند ایک گلاسوں میں دودھ لانا)

لوئی۔ لیجئے بھگوان پان کیجئے۔
سادھو۔ (پاتر لے کر) شوشنبھو۔ شوشنکر۔ (دودھ پینا)
سب۔ بم بھولا۔ مہادیو کیلاشی۔ (سب دودھ پیتے ہیں)
سادھو۔ جے شنکر کی۔
لوئی۔ الحمد للہ۔ لا الٰہ الا اللہ
سادھو۔ ہیں یہ کیا۔ (سادھو ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں) ۔ ادی دیوی تونے یہ کیا اچارن کیا؟
لوئی۔ اپنے خدا کا نام لیا۔
سادھو۔ تو کیا مسلمانی ہے؟
لوئی۔ ہاں ہندو پتا کی مسلمان بیٹی۔
سادھو۔ مسلمانی اور ہندو رشی کے آشرم میں؟
سب۔ ہرے رام۔
لوئی۔ جی ہاں ہندو رشی کے آشرم میں۔

ع

ہیں پتا ہندو میرے پر ہی مسلمانی ہوں میں
رام کے عاشق ہیں وہ اللہ کی دیوانی ہوں میں

دیتی رہتی ہوں دعا ہندو پتا کو رات دن
بیٹھ کر مندر میں رٹتی ہوں خدا کو رات دن

سادھو۔ ہرے رام۔ جب تو ہمارا دھرم نشٹ کر دیا۔
سب۔ ارے ہمیں تو بھرشٹ کر دیا۔
سادھو۔ یکدم بھرشٹ کر دیا۔
سادھو۔ پہلے کیوں نہ بتلا دیا۔
لونڈی۔ اور مہاراج آپ نے پہلے کیوں نہ پوچھ لیا۔ میں تو جانتی تھی کہ آپ سادھو ہیں۔ جو سادھو ہو جاتا ہے وہ چھوت چھات کے جھگڑوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آدمی جب تک جل کے اوپر تیرتا ہے تب تک ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے۔ جہاں ڈبکی لگائی بس وہیں ہو جاتا ہے۔

دوہا

ابھی تک ڈولتا ہے من بکھیڑوں کے بکھیڑے سے
وہ سادھو کیا نہیں آزاد جو مذہبی بکھیڑے سے

(کبیر کا گاتے ہوئے آنا)

گانا

سنتو دیکھت جگ بورانا۔
نیمی دیکھے دھرمی دیکھے پرات کریں اشنانا
بہتے دیکھے پیر اولیا پڑھے وید قرآنا۔ سنتو
گھر گھر منتر دیت پھرت ہیں مہماں کے ابھیمانا
گورو سمیت شسٹ سب انت کال پچھتانا۔ سنتو
ہندو کہے موہے رام پیارا ترک کہے رحمانا۔

آپس میں دو لڑ لڑ موئے مرم نہ کاہو جانا سنتو
کہے کبیر سنو رے سنتو یہ سب بھرم بھُلانا
کیتک کہو کہا نہیں مانے آپ ہی آپ سمانا۔
سنتو دیکھت جگت بورانا۔

کبیر۔ او ہو۔ یہاں تو سادھو منڈلی براجمان ہے۔
سادھو۔ اجی کیا براجمان ہے۔ اس مسلمان چھوکری نے تو ہمارا دھرم نشٹ کر دیا۔
کبیر۔ وہ کیسے؟
سادھو۔ اپنے ہاتھ سے دوہا ہوا۔ اپنے ہاتھ کا چھوا ہوا۔ دودھ پلا دیا۔
کبیر۔ اور آپ سادھو ہیں؟
سادھو۔ جی ہاں اور کیا آپ مزدور ہیں۔
کبیر۔ تو سادھو ہو کر ابھی اتنی جنجال میں پھنسے ہیں۔

دوہا

موند منڈائے کیا ہوا۔ کیا جو گھوٹم گھوٹ
منوا کو مونڈا نہیں جس میں بھری ہے کھوٹ
آسن لائے تو کیا ہوا مٹا نہ من کا تراس
جیوں تیلی کے بیل کو گھر ہی کوس پچاس

سادھو۔ یہ بات ہے تو پھر پرماتما ہندو کو ہندو کے گھر اور مسلمان کو مسلمان کے گھر کیوں پیدا کرتا ہے؟
کبیر۔ یہ ہندو مسلمان کا بھید تو واستو میں ہمارا تمہارا ہے۔ اُس نے تو بنا بھید بھاؤ کے اس جگت کو پسارا ہے۔

دوہا

اُس نے تو پتلے یہ سارے ایک سے پیدا کئے

اب شاہ سے ہم نے لیکن ایک سے دو کر دیئے
چھوڑ کر دیدو کو مورکھ کی کمی کرنے لگے!
تم سے وہ اور اُن سے تم نفرت یونہی کرنے لگے

(رشی کا آنا)

رشی - آہ بھاگیہ - آج پرم سنت کبیر کے درشن پائے -
کبیر - جے ہو بن دیوتا کی -
رشی - میں آپ کا وارتالاپ سُن کر پرسن ہوا - (سادھوؤں سے)
مہاراج جو کچھ پرم سنت کہتے ہیں وہ سب ستیہ ہے -

دوہا

ہے وہی ایک امرت اور زمزم کی حلاوت میں
فرق کچھ بھی نہیں رکھا گیتا میں اور تلاوت میں
نہیں کچھ بھید ہندو اور اک اللہ والے میں
وہ مسجد میں بسا ہے اور شنکر ہے شوالے میں
کبیر - اور پھر ایک ہی پتا کے پتر اور ایک کاریگر کے بنائے - ایک
لحظے میں آگئے -

دوہا

ایک سا گری ایک رنگ ایک چال اک دیش
اک دھرتی آکاش اک اک بھاشا اک دیش
دیا پلٹ دونوں میں ہیا شری رام وہ آپ
ہندو مسلم ایک ہیں اک ماتا اک باپ
سادھو - مہاراج آپ کے اوپدیش سے آج ہماری آنکھیں کھل گئیں -
آج سے ہم شش اور آپ ہمارے گورو - (چرنوں پر گرنا)
سب - بولو پرم سنت کبیر کی جے -

(چرنوں پر گرنا)

رشی۔ اور مہاراج۔ یہ مسلمان لڑکی جس کو میں نے بال پن سے پالا ہے اور اسلامی طریقے سے اسلامی رستے پر ڈالا ہے۔ آپ کو ایک آدار آتما سمجھ کر آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ جب تک بان پرست میں رہا اُس کا بوجھ اپنے سر پر لیا۔ اب سنیاس دھارن کر کے ہمالیہ پر جاتا ہوں۔ اور یہ اسلامی رتن آپ کی جھولی میں ڈالتا ہوں۔

ہر طرح لینا خبر اس کے وچار آدام کی
یہ امانت ہے ہمارے پاس ہو اسلام کی

کبیر۔ تو اس اسلامی رتن سے بڑھ کر ایک ہندو کا اور دھن کیا ہو سکتا ہے۔ میں اس انت کی ہر طرح رکشا کروں گا اور اور اپنا حق ادا کروں گا۔

ایک گھر میں ہوں گے مسجد اور مندر ساتھ ساتھ
رام اور رحمان ہوگا دل کے اندر ساتھ ساتھ
کب جدا رکھا ہے ہندو دھرم سے اسلام کو
یہ جپے اللہ کو اور میں جپوں گا رام کو!

گانا

ہندو مسلم میں نہیں اب بھید کچھ رہ جائے گا
مسلماں کے سلیقے سے ہندو لذت پائیگا
جا کے مندر میں ادا مسلم کرے گا اب نماز
کیرتن کے واسطے مسجد میں ہندو جائیگا

رام کہیگا مسلمان اور ہندو یا خدا
ساتھ ہندو کے مسلماں اک جگہ پر کھائیگا
اب منائیں گے اکٹھے عید اور تہوار تو
اب کسی کو کوئی نفرت سے نہیں ٹھکرائیگا
اب نہ بلوے ہوں گے مسجد اور مندر کیلئے
اب نہ ہندو ہند کا کافر کوئی کہلائے گا!
نیچ مٹ جائے گا چھوت اور چھات کا بھار سب اب
وہ زمانہ دیکھنا کلجگ میں زنیبا آئے گا

ایکٹ پہلا - پردہ ساتواں

بازار کا راستہ

(کمال کپڑے کا بقچہ لیکر بیچنے کو آتا ہے)

گانا

روکھی محنت کی کمائی بھی مزا دیتی ہے
تر نوالے کو بھی روکھی یہ بھلا دیتی ہے
کام کرکے جو کمائی ہو وہ روٹی سوکھی
کرکے بے فکر بھوک دیکے سُلا دیتی ہے

رام کا نام وہی لیتے ہیں جو کام کریں!
یہ وہ نیکی ہے کہ بھگتی بھی سکھا دیتی ہے
جو غریب اپنے کو جانے نہ وہی سب سے بڑا
نمرتا وہ ہے کہ گرتے کو اٹھا دیتی ہے

کمال۔ ہاتھ کی کمائی میں کتنی برکت ہے۔ چار پیسے کا کپڑا بُن کر ہر روز
بیچ جاتے ہیں اور انھیں چار پیسوں کو آنند پورو کے پریوار میں
بانٹ کر کھاتے ہیں۔ لوگ چاہے اس پیشے سے نفرت کریں
پرنتو سچ تو یہ ہے کہ جس دیش میں اس پیشے کا ایمان
ہوتا ہے اس دیش میں ہمیشہ دُش کال روپی راکھشش
براجمان ہوتا ہے

۵

جہاں ہاتھوں کی محنت کا کوئی دھندہ نہیں چلتا
جہاں لکڑی کی گھڑی جہاں چرخہ نہیں چلتا
وہیں بھوک اور لاچاری کا لشکر باس رہتا ہے
وہیں دُشکال کا ڈیرہ ہمیشہ پاس رہتا ہے

(داؤد دیال اور ایک بنیے کا آنا)

داؤد۔ کیوں لڑکے کچھ خرید کروگے یا بیچوگے؟
کمال۔ ہاں رام نام تو خرید کریں گے اور کپڑے کا تھان بیچیں گے۔
داؤد۔ کیا لوگے؟
کمال۔ چار ڈبل۔
بنیا۔ ہاں بھائی ہم کو ضرورت تو ہے نہیں۔ دو ڈبل لو تو یہ لو۔
کمال۔ جب چار ڈبل نہیں پائیں گے تو پھر کپڑا گھر لوٹا کر لے
جائیں گے۔

دوہا

جو روز دیتا ہے رزق ہم کو رکھشا وہی کرے گا
ہے اپنی جنتا ہمیں پڑی کیا ہماری چنتا وہی کریگا

بنیا۔ لے تو پھر چکھتا ڈوگے۔
کمال۔ ہیں آپ پتا جی کی اگیا نہیں۔
داؤد۔ کون ہیں تمہارے پتا؟
کمال۔ پرم سنت کبیر ہمارے گورو اور پتا ہیں۔
داؤد۔ جبھی بھگتی کا رنگ چڑھا ہے۔
بنیا۔ (داؤد سے) سیٹھ جی۔ دیکھئے کبیر کے اتنے چیلے چانٹے ہیں پھر بھی کھڈی کو چھوڑا نہیں جاتا۔
کمال۔ تم اس کھڈی کو کیا سمجھتے ہو۔

دوہا

اسی کھڈی سے کنگالی مٹے گی میرے بھائیوں کی
اسی کھڈی سے ہو گی سرد بازاری قصائیوں کی
اسی کھڈی سے بھارت سورگ پھر اکبار ہونا ہے
اسی کھڈی سے ہندوستان کا اودھار ہونا ہے

بنیا۔ سنئے تو سیٹھ (ایک طرف لیجا کر باتیں کرنا)
فقیر۔ (داخل ہو کر) گلی گلی پھرا۔ کوچہ کوچہ میں الکھ جگائی۔ دوار کھٹکھٹائے بازاروں میں گھوما۔ پرنتو ایسا ایک دیا لو بھی نہ ملا جو اس بھوکے سادھو کے ننگے شریر کو سردی سے بچالے۔ دیا۔ دھرم پرتکش پرمان دکھا دے۔

دوہا

دوشالے اوڑھ کر زردار سب بیہوش ہوتے ہیں

انھیں مطلب ہے کیا ننگوں سے مرتے ہیں کہ روتے ہیں
دھنی سب نردئی ہیں ہو وہ کھول زر کا رکھتے ہیں
یہ دل لوہے کا رکھتے ہیں جگر پتھر کا رکھتے ہیں

کمال۔ آہ یہ درت کی کیسی کنگال وشا ہو رہی ہے۔ رشی سنتان کی یہ ادھوگتا ہو رہی ہے۔

گانا

سادھو صدا لگائے لنگوٹی کے واسطے
جس دیش میں پکار ہو روٹی کے واسطے
پر وہ سمجھ لو لاج کا چہرہ ہٹ گیا
اس قوم اور دیش کا آخیر ہو گیا

فقیر۔ جاؤں اب سردی سے ٹھٹھرنے کے بجائے پرماتما کے چرنوں میں آتم سمرپن کروں۔

گانا

کروں دریا میں آہوتی بدن کی
نہ لاشہ ہو نہ اوشکتا کفن کی

کمال۔ سادھو مہاراج۔ کہاں جاتے ہو۔ کیا چاہتے ہو؟
فقیر۔ لڑکے جانے دے۔ ہمیں جانے دے۔ مرنے دے

گانا

اس رشی بھوم میں ہم پیدا ہوئے غم کے لئے
غم بنا اپنے لئے اور ہم بنے غم کے لئے
جان سے بیزار ہیں ہم زندگی بھاتی نہیں
کیا کریں منہ مانگنے سے موت بھی آتی نہیں

کمال۔ آپ کو کس بات کا رونا ہے؟

دوہا

سب سوارتھ کے پرآدھین ہو گئے
دھرم والے بھی دیاہین ہو گئے
اٹھ گیا جب چادیا اور دان کا
دھرم کا ڈر ہے نہ ڈر بھگوان کا

کمال۔ تو بھی کچھ آپ کا سوال ہے؟

فقیر۔ دھن کا سوال نہیں۔ اُن کا سوال نہیں۔ بدن ڈھانپنے کو ایک چیتھڑے کا سوال ہے۔

دوہا

کلیجے میں یہ جھونکے چیر کر سینے کو کہتے ہیں
ہوا چلتی ہے ٹھنڈی تو جگر میں تیر چبھتے ہیں
ہمیں تو کھانے پینے اوڑھنے کا روز فاقہ ہے
ادھر ہے پیٹ خالی اور ادھر جاڑا بلا کا ہے

کمال۔ تو سنتوش رکھیے۔ میرے پاس یہ کھدر کا پورا تھان ہے یہ آپ لوگوں کے کپڑوں کا ہی دان ہے۔

دوہا

باچنا پورن نہ ہو گر آپ کی تو پاپ ہے!
لیجئے مہاراج یہ سب آپ کا پرتاپ ہے
(فقیر کو کپڑے کا تھان دینا)

فقیر۔ جیتے رہو۔ بیٹا کلیان ہو تمہارا۔

دوہا

گانٹھ ہوئے سو ہاتھ کر ہاتھ ہوئے سو دیہہ
آئے ہاٹ نہ بانیا لینا ہو سو لیہہ

دیہہ کھو ہو جائے گی پھر کون کہیگا دیہہ
نشچے کرو اُوپکار تو جیون کا پھل ا یہہ

(جاتا ہے)

دادو۔ (سوگت) شرم کر تو بھی من شرم کر۔ ڈوب جا گڑ جا۔ ایک غریب جولاہے کا لڑکا سادھو سیوا میں اتنا اُدار ہے۔ اور تجھے کروڑوں کا مالک ہوتے ہوئے بھی کوڑی کوڑی سے پیار ہے۔ سادھو کا دھن ستیہ ہے جو پیسہ غریبوں نے نہیں کھایا۔ جو جیون پر مارتھ کے کام نہیں آیا۔ جو سوانس دیا دھرم میں نہیں بتایا۔ وہ پیسہ چھری کی دھار ہے۔ اس جیون کو دھکار ہے۔ وہ سوانس بیکار ہے۔

سو

اے مرے من لوبھ اور مایہ سے اب آزاد کر
اس نے کی سادھو کی سیوا اس کی تو امداد کر

(پرگٹ) لڑکے تم نے تھان کا کیا کیا؟
کمال۔ وہ تو سچے سودے میں لگا دیا۔ ایک ننگے فقیر کو دیدیا۔
دادو۔ اور آپ کیا کرو گے؟
کمال۔ رام کا بھجن کریں گے۔

سو

آج کا دن دھنیہ ہے جو دھرم سیوا ہو گیا
دیدیا اچھا ہوا یہ بوجھ ہلکا ہو گیا!
جو دیا سو پالیا جو کھا لیا وہ کھو دیا
کچھ نہیں جس نے دیا وہ انت جاتے رو دیا

دادو۔ بیٹا میں تمہاری اس اُدارتا سے پرسن ہو کر یہ مہر دیتا ہوں کھانے پینے کی سامگری خرید کر گھر لے جاؤ۔

کمال - یہ کیا زر۔ سونا۔ دولت جس کو سنتوں نے سانپ کی کینچلی کی طرح تچھ اور ورتھا سمجھ کر تیاگ دیا۔ یہ تیاگی ہوئی وستو قے کے سمان ہے اس کو تو بھی کتے ہی کھاتے ہیں۔ جن ہنسوں نے بھگتی روپی دودھ کو گرہن کر لیا وہ مایہ روپی جل پر کب للچاتے ہیں۔

دوہا

جسے تم آم سمجھے ہو ہم اس کو آک کہتے ہیں
یہ سونا تم سمجھتے ہو اسے ہم خاک کہتے ہیں
یہ بھگتی دھن نہ بیچیں گے کبھی ہم دام کے بدلے
نہ لیں دنیا کی دولت کو کبھی ہم رام کے بدلے

ڈاکو - (بجود) یہ نرموہی بالک اس کو گرہن نہیں کرے گا۔ سو چپکے سے اس کے چیر میں باندھ دوں۔

(پھر اس کے چیر میں باندھتا ہے)

کمال - شانتی اور سنتوش سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پدارتھ نہیں۔ دولت کو چور چرا کر لے جاتے ہیں۔ زر زیور کو ڈاکو گلا دبا کر لے جاتے ہیں۔ پرنتو ہردے کی کوٹھری میں شانتی کے تالے سے بند کیا ہوا سنتوش کا دھن کوئی نہیں لوٹ سکتا۔

دوہا

گیانی دھیانی سنجمی داتا سورا نیک
جاکو ہو سنتوش من شیل ونت کوئی ایک
سادھو بن سنتوش کیا اور یہ بنا کیا شاہ
سکھ ساگر سنتوش ہے کوئی نہ پاوے تھاہ

گانا

مایہ مہا ٹھگنی ہم جانی۔
ترگُن پھانس ہاتھ سے ڈولے بولے میٹھی بانی۔ مایہ
کیشو کے کملا ہو بیٹھی شو کے بھون بھوانی۔
پنڈا کے مورت بن بیٹھی تیرتھ میں بھئی پانی۔ مایہ
جوگی کے جوگنی ہو بیٹھی راجا کے گھر رانی
کاہو کے ہیرا ہو بیٹھی کاہو کے کوڑی کانی
مایہ مہا ٹھگنی ہم جانی۔

ایکٹ پہلا ــ سین آٹھواں (۸)

کبیر کا مکان

(لوئی کبیر اور کمالی کا داخل ہونا)

کبیر۔ (لوئی سے) ستی یہ کنیا بھی تمہاری طرح کھا گیہ دانی ہے۔ دیکھو اسی اوستھا میں رام نام کی رٹ لگالی ہے۔ جس دن سے پربھو کرپا نے میرے ہاتھوں سے اس کو دوبارہ جیون پرداں کیا تب سے اس نے اپنے جیون داتا بھگوان کو پہچان لیا۔

لوئی۔ پربھو پارس سے چھو کر لوہا لوہا نہیں رہتا۔

دیا سے آپ کی سادھو سبھی اَلّو گول ہوتے ہیں!

یہاں کانٹے بھی سنگت سے تمہاری پھول بنتے ہیں
یہاں کج کردکاروں کومنش سچائی پہ چلتا ہے
یہاں سونا ہو کھوٹا تو کھرا بن کر نکلتا ہے

کبیر۔ لوئی تو تم بھی میرے ہاں اپنی شردھا انوسار بھجن کرو۔ رام کو رٹو یا رحیم کا سمرن کرو۔ دیکھو کمال بھی رات دن قرآن شریف پڑھا کرتی ہے۔

لوئی۔ جب تو یہ کنیا میری دھرم پتری ہے۔

کبیر۔ ہاں اور سب دیانت داری اور محنت سے کماؤ۔ آپ کھاؤ اور سادھو سنتوں کو کھلاؤ۔ یہی میرا اوپدیش ہے اور یہی منش جیون کا اُدیش ہے۔

گانا

ہے مدد ہاتھوں کی محنت میں سدا رگھوناتھ کی
سب سے بڑھیا اور میٹھی ہے کمائی ہاتھ کی

(کمال کا آنا)

کمال۔ (خود) آج خالی ہاتھ ہوں۔ پتاجی ناراض ہو جائیں۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔

گانا

سدا بھرپور ہے سا گر کبھی سوکھا نہیں رہتا
جو اس بھگوان کا ہے بھگت وہ بھوکا نہیں رہتا

کبیر۔ کیوں بیٹا کمال آج کا سودا اچھا بٹ گیا۔
کمال۔ پتاجی آج تو بڑا بھاری دھن پراپت ہوا۔

گانا

رنگ لائے ہیں ہاتھ ایسا مال مہنگا ہو گیا

بھگت کا بھگوان سے ہے آج سودا ہو گیا

کبیر۔ کیا چار پیسوں سے زیادہ لے آئے؟
کمال۔ پتا جی۔ وہ تھان تو ایک ننگے سادھو کو رام کہانی میں دے دیا۔
کبیر۔ پھر یہ بھوجن سامگری تم نے کہاں سے بھجوائی؟
کمال۔ وہ کون لایا۔ کہاں سے آئی؟
کبیر۔ تم نے نہیں بھیجی؟
کمال۔ نہیں۔
کبیر۔ اوہو۔ جب تو یہ سب اسی لیلا دھاری کی لیلا ہے۔ اُدھر تم نے سادھ سے دھرم سودا کیا ہوگا۔ اِدھر بھگوان نے بھگت کے گھر میں سب کچھ پہنچا دیا ہوگا۔

وہ سدا رہتا ہے حاضر پریمیوں کے کام پر
ہے وہ ناشکرا نہیں رکھتا جو شردھا رام پر

کمال۔ ٹھیک ہے پتا جی۔

ادا دست بدستی بھگت کا قرضہ وہ کرتا ہے
وہ اک دانے کے بدلے اناج سی انبار بھرتا ہے

لوئی۔ (جیب میں بندھی ہوئی دستو دیکھ کر) اور بیٹا یہ کیا باندھ لگا ہے
کمال۔ کچھ بھی نہیں۔ ماتا میرے پاس تو سوائے رام نام اور اس نتیجے کے کچھ بھی نہیں۔
لوئی۔ نہیں کچھ تو ضرور ہے (کھولتی ہے) ہائیں یہ سونے کی مہر۔
کبیر۔ سونے کی مہر۔ کیا سودے کو داغ لگ گیا۔ شیشے پر بال

آ گیا ہنس ہو کر کیچڑ سے کیڑے نکالنے کا تین کیا۔ نرموہی ہو کر مایہ وکار کا بھوجن کیا۔

دوہا

ڈولی نیت حرام میں چھوڑا حق حلال
ڈوبا ونش کبیر کا جو بگڑے پوت کمال

کمال۔ پتاجی۔ میں نہیں جانتا یہ زہر کہاں سے آ گئی۔ میں تو آپ کے سمان ہی سونے کو دھوڑ کے سمان سمجھتا ہوں۔ اس مایہ کے بوجھ سے دونوں لوک کا نقصان سمجھتا ہوں۔

دوہا

یہ مایہ ایک ناگن ہے کوئی بر لا ہی بچا گے گا
جو سادھو سنت ہے اس ناگنی سے دور بھاگے گا

کبیر۔ تو یہ زہر کہاں سے آ گئی؟

(دادو دیال کا آنا)

دادو۔ یہ اس سیوک نے دی ہے۔ اس کی دان دیوتا دیکھ کر میں نے اس کی سہائتا (امداد) کی ہے۔ آپ کچھ سنکوچ نہ کیجئے۔ اس نے تو بہت کہنے سننے پر بھی سویکار نہ کی۔ پرنتو میں نے آنکھ بچا کر اس کے چیر میں باندھ دی۔

دوہا

کر دو شکا نہ کچھ بھی اور یہ سیو بھگت کی جانو
ہے سیوک کا یہ نذرانہ اسے بھول ہی جانو

کبیر۔ پرنتو۔ اس مایہ کا لوبھ وہ نرک کی جوالا ہے جس نے انیک آتماؤں کو بے دردی کے ساتھ جھلس ڈالا ہے۔ اس کی چاہ میں راجہ نل نے اپنا چکرورتی راج کھو دیا۔ پانڈوں نے اسی کے

لالچ میں اپنا تخت اور تاج کھو دیا۔ آج ایک مُہر مل گئی کل دوسری کی
ہوس ہو جلئے گی۔ تیسری مل گئی تو چوتھی کی چنتا ستائے گی۔

دوہا

چاہ گئی چنتا مٹی منوا بے پرواہ !
جن کو کچھ نہیں چاہیئے سو ہی شہنشاہ

داد و۔ تو یہ کچھ کبیر کا دھن انسار نہیں۔ ساگر کتنا (دولت) کا
بھنڈار نہیں۔ یہ تو بھوجن سامگری کے لئے میں نے معمولی بھینٹ کی ہے
کبیر۔ تو ہمارے بھوجن سامگری کی آپ کو کیا فکر ہے۔ چنتا کرنے والا تو وہ سرشٹی
رام ہے۔

دوہا

کوئی نراس اس کی آس سے سوالی نہیں دکھا
پلٹتا اُس کے دوارے سے کوئی خالی نہیں دیکھا
کوئی خالی نہیں رہتا خبر وہ سب کی لیتا ہے
وہ اک کیڑی سے لیکر ایک ہاتھی تک کو دیتا ہے

داد و۔ تو مہاراج میرے پاس بھی اُسی کا سب کچھ دیا ہوا موجود ہے آپ
جیسے پرم سنتوں کی میں دھن آدی پدارتھوں سے سیوا کرنے کو سمرتھ
ہوں۔

کبیر۔ (بخود) دھنی اپنے دھن کا ورتھا ابھیمان کر رہا ہے (پرگٹ)
اچھا تم کیا کچھ دے سکتے ہو ؟

داد و۔ سنسار کی پدارتھوں میں سب کچھ۔
کبیر۔ اچھا تو لاؤ۔ دھنی ہو تو دو۔ دولت ہو تو نکالو۔ ادھک نہیں
ایک تلسی پتر کے برابر دھن تول کر مجھے دو۔

داد و۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔

دو سو چھ سو آٹھ سو مانگو لاکھ ہزار
لاکھوں کر دوں پر بھو چرنوں کے بلہار
لائیے۔ سیروں کا تیل دیجیے۔ منوں کا تول دیجیے۔ اور اس
کے برابر دھن تول لیجیے۔
کبیر۔ ایک پیڑ سے تلسی کا پتر لے کر) یہ تلسی کا پتر ہے اس کے ادھر
رام لکھتا ہوں اور اِدھر رحیم لکھتا ہوں (تھمنا) لیجیے سیٹھ جی
لیجیے۔ (دینا)
دادو۔ (تلسی پتر لے کر) اس کے ساتھ تو ایک موتی بھی نہیں تُل سکے گا۔
(ترازو پر ایک طرف پلڑے میں تلسی پتر رکھ کر دوسری)
طرف جواہرات تولتا ہے
ہیں یہ کیا۔ سارے امولیہ رتن تُل گئے۔ اور پتر کا پلہ پھر بھی بھاری
ہے۔ کبیر کی طرح کیا یہ پتہ بھی کوئی چمتکاری ہے۔
کبیر۔ کچھ اور زر زیور باقی ہے؟
دادو۔ (ہاتھ باندھ کر) بس اور کچھ نہیں۔ کیول مجھے کشما ن کرو۔ پربھو
جو کچھ آپ نے مانگا وہ میں نہیں دے سکتا۔ آپ کا سوال پورا
کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ میں نے مِتھیا ابھیمان کیا۔ اور
اس کا نتیجہ پرتکش دیکھ لیا۔ آج سے میں آپ کا شش اور آپ
میرے گورو۔ ہاں پرنتو مجھے اس بھید سے آگاہ کیجیے۔ کرپا کیجیے۔
گورو کرپا کیجیے۔
کبیر۔ بھید کیا۔ بھید کچھ نہیں۔ نہ جادو ہے نہ ٹونا ہے۔ نہ چالاکی ہے
نہ ہاتھوں کی صفائی ہے۔ تلسی پتر پر ادھر رحیم لکھا ہے۔ اور
اُدھر رام ہے۔ تمہارے لاکھوں کروڑوں سے ادھک بھاری

دھن اسی رام کا نام ہے۔

دوہے

یہی دھن رام کا تو لو تم ان مالا کے دانوں سے
یہی ہے ایک دھن بڑھیا ترو کی کے خزانوں سے
ہے بھگتی دھن وہ دھن شیشے کو کی سن کا نہیں ہتا
ملے یہ دھن تو لا لچ پھر کسی دھن کا نہیں رہتا

داو د۔ آج میں نے رام نام کی مہمان کو جان لیا۔ ہاں مگر آپ نے رام اور رحیم کہا۔ ان دونوں میں سے اب میں کسی نام کا آسرا لوں کس کو اشٹ بناؤں۔ کس کی ہردے میں دھارنا کروں۔

کبیر۔ بس اسی بھید کا سمجھنا سچا گیان ہے۔ جس کو تم سمجھتے ہو کہ یہ رام اور وہ رحمان ہے۔ داستو میں وہ ایک ہی شکتی ہے۔ رام کی اُوپاسنا ہی رحیم کی بھگتی ہے۔

دوہے

اسی پانی اسی مٹی سے مندر کو بنایا ہے
اُنھیں اینٹوں اُنھیں کڑیوں کو مسجد میں لگایا ہے
اُنھیں منکوں اُنھیں تاگوں سے مالا کو بنایا ہے
اُنھیں دانوں اُنھیں منکوں کو تسبیح میں پھرایا ہے
اذان اور شنکھ سے گونجے محمد اور شو شنکر!
وہی ہے اوم کا نعرہ وہی اللہ اکبر

(سین کا ٹرانسفر ہونا)

(ایک ہندو کا ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے جس پر اوم لکھا ہے ایک مسلمان سے جس کے پاس اللہ اکبر کے

نام کا جھنڈا ہے ہاتھ ملائے ہوئے دکھائی دینا
اسلامی جھنڈے چندر اور تارے کا نشان ہے۔
ہندوانی جھنڈے پر سنسکرت میں اُدم کے اندر
چتر بھجی وشنو کی مورتی ہے)

(ٹیبلے پر ڈراپ)

ایکٹ دوسرا۔ پردہ پہلا

راستہ جنگل

(رامانند اور سادھوؤں کا ہری کیرتن کرتے ہوئے دکھائی دینا)

گانا

جپو ہری نام سادھو۔ جپو ہری نام سادھو
رام نام ہی انت بچاوے۔
کام یہی اک لو بجی۔
ہمیرا ہے یہی رام۔ جپو ہری نام
یہ مایا ہے لوبھی ڈائن۔
رام بھجن ہے ایک رسائن بھگتن کو سکھ دھام۔ جپو ہری نام
رام پریم رس جس نے چاکھا۔
سرو تیاگ جس نے یہ راکھا۔ پورن اس کے سب کام جپو ہری نام

ست۔ گورو رامانند کی جے۔
سادھو۔ آہا گورو وچن امرت کے قطرے ٹپکاتے ہیں۔ انتر آتما کے پاتر میں
آنند کے چھلکتے اور چھلکتے بندو رس کر سماتے ہیں۔

۵

آپ کے اُپدیش سے مٹتے ہیں تن تین تاپ
راہ دنیا کو دکھانے کے لئے پرگٹے ہیں آپ

رامانند۔ یہ تو سب پریم کا پرتاپ ہے۔ منش کا ہردے پربت ہے۔
پریم کی ٹانکی لگانے سے ہی رام روپی کنچن نکلتا ہے۔
سادھو۔ دگورودیو۔ رام کی پراپتی کا سہج سادھن کیا ہے؟
رامانند۔ جس پرکار استری تن مند شرنگار کر کے پتی کو پراپت کرتی ہے۔
ویسے ہی سادھو ویراگ اور تیاگ کے گہنے دھارن کر کے اس جگت پتی
کو پراپت کرے۔

دھرم داس رامانندی سادھو کا بھیس کبیر کے پرولش
(یعنی داخل ہونا)

دھرم داس۔ بچئے۔ گورو۔ وہ یہی جولاہا ہے۔ جو مسلمان ہو کر
آپ کو اپنا گورو بتلاتا ہے۔ سادھو سماج میں آپ کی نندا
کراتا ہے۔ اور کلپت شششتا کے پاکھنڈ سے انوچت لابھ
اٹھاتا ہے۔

۵

اسی دھوکے سے پاکھنڈی نئے الوپنتے ہیں
بڑوں کے نام سے بدمعاش دنیا لوٹ کھاتے ہیں

رامانند۔ کیوں رے پاپی تو نیچ جات جولاہا ہو کر اپنی بڑائی کا دم
بھرتا ہے۔ کیڑی ہو کر آکاش میں اڑنے کا یتن کرتا ہے۔

ڈشٹ پاپی اور کمینہ ذات کا
ہے گھمنڈ اتنا تجھے کس بات کا

کبیر۔ میں بیشک ڈشٹ اور پاپی ہوں۔ سر سے پیر تک نرک کا بھرا ہوں اگیان کا پُتلا ہوں۔ آنکھوں کا اندھا ہوں۔ موہ کے ساگر میں بنا جل کے ڈوب رہا ہوں۔

بھگو یہ ہے منجدھار کشتی کے رکھویا آپ ہیں
آپ ہی گورو دیو ہیں سوامی ہیں میرے باپ ہیں
میں اگر اندھا ہوں تو اندھے کو بھگون تیر نیتر
پینچ ہوں لیکن شرن آیا دکھی ہوں چین دو

رامانند۔ مگر تو ادھم اور اچھوت ہے۔
کبیر۔ ادھم اور اچھوت تھا جب تک چرن کمل کا سپرش نہیں پایا تھا۔ بھولا۔ بھٹکا تھا جب تک کسی نے رستہ نہیں دکھایا تھا۔

چرنوں کی دھو ر موکش کی تدبیر ہو گئی
چرنوں سے چھو کے خاک یہ اکسیر ہو گئی

رامانند۔ تو کمینے آدمی تو اچھوت ہو کر رام کا پوتر نام کیوں اچارن کرتا ہے۔
کبیر۔ کارن گر گورو نے اسی رام نام کا دھن پردھان کیا ہے۔ اسی گورو منتر سے مجھ نیچ اور اچھوت کا کلیان کیا ہے۔ سمندر کا جل کھارا ہوتا ہے۔ پرنتو وہی جل جب بادل سے برستا ہے تو میٹھا اور پیارا ہوتا ہے۔ سو گورو روپی بادل اگیان

روپی کھارے پن کو دور کرتا ہے۔

گورو سمان داتا نہیں یاچک ششیہ (چیلا) سمان
رام نام کی سمپدا (دولت) دینی گورو پروان

رامانند۔ پرنتو ایک اچھوت جولاہے کا گورو کون ہو سکتا ہے۔
کبیر۔ وہی جو سب ودھ سمرتھ ہے۔ ہے دیو اُجلے وستر کا دھونا تو بڑا آسان ہے۔ پرنتو اچھوت روپی میلے کپڑے کو اُجلا کر دینے والا مہا شکتیمان ہے۔

سوزن کا اجول بنا دینا بڑے نام ہر
لوہے کو سونا بنا دینا کسی کا کام ہے

رامانند۔ تو بتا تیرا گورو کون ہے؟
کبیر۔ ڈوبتے کو تارنے والا۔ ادھم کو اُدھارنے والا آپ کے سوا اور کون ہے۔

تم نے دینی کرپا سے چرن کمل کی چھاننہ
کیا چرنوں میں اربیئے ہوس رہی من مانہ

رامانند۔ او پاپی۔ میرے منہ پر میری نندا کرتا ہے ششیوں کے سامنے اُن کے گورو کو شرمندہ کرتا ہے۔ او تار کی ادھم۔ میں نے آج سے پہلے نہ کبھی تجھے دیکھ پایا ہے نہ ہی اپنا ششیہ بنایا ہے۔

اس ترے پاکھنڈ کا بھانڈا ابھی میں پھوڑ دوں
جی میں آتا ہے ابھی میں سیس تیرا پھوڑ دوں

کبیر۔ تو اس سے ادھک آنند کی بات کیا ہے۔
چرن کی ٹھوکر سے آگے رام کی بھگتی ملی
گر سپرش ہو جائے تو سمجھو کہ پھر مکتی ملی
موکش پد دی اک دفعہ ہی جان دینے سے ملے
اور کیا چاہیے گورو گر پران دینے سے ملے

دھرم داس۔ دیکھئے اصلی بات پر نہیں آتا ہے۔ سچ ہے سچا جھوٹ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اور کئی ایک جھوٹ بناتا ہے۔

راما نند۔ ارے تجھے میرے گرودھ کا بھی ڈر نہیں؟

کبیر۔ کیوں نہیں۔

کبیرا تے نر اندھ ہیں گورو کو کہتے اور
ہری روٹھے تو ٹھور ہے گورو روٹھے نہیں ٹھور

راما نند۔ تو بتا میں نے تجھے کب شِشّ بنایا؟

کبیر۔ مجھے آپ کا شِشّ بننے کی بڑی ابھلاشا تھی۔ پرنتو یہ جان کر کہ آپ مجھے اچھوت سمجھ کر دھتکار دیں گے۔ میں آپ کے دوار پر لیٹ گیا۔ آپ پرات کال گنگا اشنان کے لئے آشرم سے باہر آئے۔ منہ اندھیرے میں آپ کا چرن کمل میرے اوپر پڑ گیا۔ آپ نے رام رام کہہ کر آشیرواد دیا اور چل دئیے۔ میں نے سمجھا کہ یہ رام رام ہی گورو منتر ہے بس اسی دن سے رام نام کو رسائن جان لیا۔ اور آپ کو اپنا گورو مان لیا۔

بس اسی دن سے مایہ موہ کا تیاگ کیا

آپ کے چرنوں میں تن من اپنا ارپن کر دیا

راما نند۔ آہا تو اچھوت ہے پرنتو تیرا آتما اتی پوتر ہے تیری اٹل شردھا اند بھگتی دیکھ کر میرے من کا سنشے مٹ گیا۔ جس کا آتما اتنا اُدار اور مہان ہے اس کو اچھوت اتھوا نیچ کہنے والا مہا مورکھ اور اگیان ہے۔

دوہا

تیری اس شردھا نے تیرے جاتیہ مل کو دھو دیا
رام کے پانے کو تو نے اپنا آپا کھو دیا
اب کسی پرکار تو نیچ اور اچھوتوں میں نہیں
تو سپوتوں میں بھی اُتم ہے کپوتوں میں نہیں

(لہرے سے گانا)

سب سادھو۔ بولو گورو راما نند کی جے۔

راما نند۔ جاؤ بیٹا تمہارا کلیان ہو۔

کبیر۔ اب بھی کلیان نہ ہوگا۔ گورو۔ جتنا من میرا تو تم سونپ ہی چکے تھے۔ آج گورو ڈوبی رسائن بھی ہاتھ آ گئی۔

دوہا

گورو راضی تو کرتا راضی!
کرم کال کی چلے نہ بازی
گورو پرسن اور سب روٹھے
تو بھی اس کا روم نہ ٹوٹے

گانا

گورو متی گتی چندر ماں۔ سیوک چند چکور

پلک پلک نرکھت رہے۔ گوروموتی کی اور
گوروبنتی گنتی۔
ہری بچھڑے گوروشرن ہے
گوروبچھڑے نہیں بھٹور
رہے اندھادھی مانوا۔ گوروتے کہی نہ اور
گوروبنتی گنتی۔

۵

گوروماتھے پر راکھے جلیے آگیا مانہ
ایسا جو شش ہوئے تو تین لوک درنا نہ
گوروبنتی گنتی۔

ایکٹ دوسرا سین دوسرا

بازار کا چوک

دوپہر کا وقت ہے ایک طرف سبیل لگی ہے دوسری طرف
کھاٹ کو ایک لکڑی کے سہارے اٹکائے ہوئے
اس کے سایہ میں ایک چمار بیٹھا ہوا جوتے گانٹھ رہا ہے
راہگذر لوگ چھاتا اوڑھے ہوئے آتے پانی پیتے اور
گذر جاتے ہیں۔ بعض آدمی چمار سے مخاطب ہوتے ہیں۔

راہگیر ۱۔ ارے چمار جوتا گانٹھے گا؟
چمار۔ اور حضور میرا کام ہی کیا ہے؟
راہگیر ۲۔ بول کیا لے گا؟ (جوتا اس کے آگے کرتا ہے)
چمار۔ (جوتا دیکھ بھال کر) دو ڈبل کا کام ہے مائی باپ۔
راہگیر ۱۔ چھیت اب ان کمین لوگوں نے بھی مہنگائی کر دی ہے مزدور
ہے تو دو قدم کے دو آنے مانگتا ہے۔ نائی ہے تو خالی
خط بنانے کے دو آنے مانگتا ہے۔ اور تو اور اس
چمار کو دیکھو یہ بھی نخرہ کرتا ہے۔
چمار۔ مائی باپ کیا کریں۔ آپ لوگوں کی جوتیوں کے طفیل کچھ
مل جاتا ہے۔ نہیں تو دیکھیے آٹا کس بھاؤ آتا ہے۔
راہگیر ۲۔ تو آدھ پیسہ لوگے؟
چمار۔ تو آپ کچھ بھی نہ دینا مائی باپ (جوتا پھیر دیتا ہے)
راہگیر ۲۔ چھیت آج یا دانی کی کرن کا بیٹا قسمت کا ہیٹا۔ کم بختی کا
لپیٹا (جانا)
(دوسرا راہگیر چھاتہ لگائے پانی پی کر چمار سے مخاطب ہوتا
ہے)
راہگیر ۲۔ ابے اے کمین۔
چمار۔ جی مائی باپ۔
راہگیر ۲۔ بتا اس ذرا سے ٹانکے کا کیا لے گا؟ (جوتہ نکال کر دیتا ہے)
چمار۔ جو آپ کے وچار میں آئے (جوتے کو دیکھ بھال کر) دو
ڈبل دے دینا۔
راہگیر ۲۔ ہوں دو ڈبل دیئے لگ جائیں۔ تو تمہارے مزاج
کا پارہ یکدم اوپر نہ چڑھ جائے پھر ہم لوگوں کے

جوتے کون بنائے؟ چل دفعان ہو جا۔ ہم نیا خرید کریں گے۔

(جانا)

چمار۔ آج اچھے کا منہ دیکھا۔ دو سویرے آئے وہ خالی گئے۔ دو اب آئے وہ بھی خالی گئے۔ چلو ستو تو نہ ملا۔ پانی پی کر ہی پیٹ بھر لیں۔ (سبیل پر جا کر) اجی برہمن دیوتا۔ کرپا کرو گے۔ جل بھگوان پان کراؤ گے۔

برہمن۔ ارے دور دور چمار۔

چمار۔ اونچے سے پلا دیجئے۔ بانس کے نل سے پلا دیجئے۔

برہمن۔ جا جا اپنا کام کر۔

چمار۔ پیاس سے کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ مائی باپ۔

برہمن۔ ارے دور رہ پاپی۔ کیوں اوپر چڑھے آتا ہے۔

چمار۔ پربھو۔ میں تو چرنوں کے جوڑے بنانے والا ہوں۔ سر پر آپ کی لاتیں کھانے والا ہوں۔ میں تو چرنوں سے بہت دور کھڑا ہوں۔

برہمن۔ ادھر مر۔

چمار۔ (اپنی کٹوری آگے کر کے) تو اوپر سے جل گرا کر یہ کٹوری ہی بھر دو۔

برہمن۔ کیا پلاؤں؟

چمار۔ ہاں پربھو پلاؤ۔

برہمن۔ نہیں ہٹتا۔ تو لے بچہ لے پی پانی بدمعاش کے ٹکڑے۔ (بانس کی لکڑی اس زور سے مارتا ہے کہ چمار کے سر میں لگتی اور سر لہو لہان ہو جاتا ہے)

چمار۔ ارے مار ڈالا۔ دوڑو کوئی آؤ۔

(بے ہوش ہو کر گرتا ہے۔ دادو کا آنا)

دادو۔ خون۔ خون۔ اس بیچارے غریب کا کس نے خون کیا۔ آہ کیسی بے بسی ہے۔

دیا ہے اور نہ چوکا ہے نہ مرنے کے لئے گھر ہے
نہ کھدر کا کفن ہے اور نہ ہی پھولوں کی چادر ہے
نہ بچے سر پیٹنے کو نہ بھائی پاس رونے کو
نہ بیوی بین کرنے کو نہ ماتا بال کھونے کو

(ہاتھ لگانا) مرا نہیں۔ پیچھے گھاؤ سے لہو جا رہی ہے۔ مورچھا طاری ہے (دھوتی سے کپڑے کا ٹکڑا پھاڑ کر) لاؤ۔ (برہمن سے) مہاراج تھوڑا جل ڈالو۔ کپڑا بھگو کر اس کو زخم پر پٹی باندھ دوں۔ (کپڑا بھگو کر پٹی باندھتا ہے)

ہونٹ سوکھے ہیں۔ (برہمن سے) لاؤ۔ تھوڑا اور جل لاؤ۔

(جل لے کر کچھ چمار کے منہ میں ٹپکانا۔ اور کچھ چھڑکنا)

چمار۔ (ہوش میں آ کر)۔ کون ہے؟

دادو۔ تمہارا غمخوار۔

چمار۔ مگر میں تو ہوں اچھوت چمار۔

مستر جو سمجھا ہے تم نے مجھ میں وہ جوہر نہیں
میں صدف وہ ہوں رہا جس میں کوئی گوہر نہیں
جی کے بھی مرنے سے بدتر ہوں ارے مت لو مجھے
میں اچھوت اور نیچ ہوں اے دیوتا مت چھو مجھے

دادو۔ اچھوت ہو تو کیا حرج ہے کیا تم اس پرماتما کے بنائے نہیں؟

کیا تم بھارت ماتا کے جائے نہیں ؟ کیا تم ہماری طرح اس دھرتی پر نہیں رہتے ؟ کیا تم ہماری طرح رام رام نہیں کہتے ؟

گانا

ہے سپنشٹ لیکن آتما تو سب برابر ہے
یہیں جینا یہیں مرنا یہی بھومی یہی گھر ہے
ہیں چھو لیتے بدن سے جب بنائے انکے جوتوں کو
ہرج کیا ہے لگا لیں گر گلے سے ہم اچھوتوں کو

برہمن سیٹھ ہندو دھرم ہو کر تم نے انرتھ کر دیا۔
دادو۔ ایک دکھی گھائل بھائی کو گلے لگا لیا۔ کیا یہ انرتھ ہے۔ ایک پیاسے کے مکھ میں پانی چوا دیا۔ کیا یہ انرتھ ہے۔ جو دھرم ہمیں اچھوتوں سے دور ہٹاتا ہے۔ وہی دھرم ہم کو اہنسا اور دیا بھی تو سکھلاتا ہے۔

گانا

ہے کیا رکھا دھرم اس طرح سے بیرحم بننے میں
دھرم کیا رہ گیا ہے ان اچھوتوں کو ہی چھونے میں
دھرم کا خیال ہے تمکو تو دل میں پریم کو دھارو
جلا لو ایک مرتے کو مگر جیتے کو مت مارو!

چمار۔ دیکھو برہمن مہاراج۔ اپنی شو چنیہ اوستھا پر غور کرو۔ اور اس دیالو پرش کے سلوک پر بھی وچار کرو۔ تم نے جیتے کو مارنے کا تین کیا اور اس نے مرتے کو جلا دیا۔
دادو۔ ہرے۔ ہرے مہاراج آپ نے اس کو مارا ؟
چمار۔ ہاں اس لکڑی سے۔
دادو۔ انرتھ گیا۔ برہمن اور جیو ہنسا ؟

۵

دھرم کا اوتار گر برہمن ہی ہو اتنا کرودھ
کس طرح پھر پاپ ہو سکتا ہے اس سرشٹی کو دودھ

برہمن۔ ہمارا دھرم ہم کو ان لوگوں سے نفرت کرنا ہی سکھلاتا ہے۔

دادو۔ جو دھرم نفرت کرنا سکھلاتا ہے اُس کو دھرم کہنا ہی پاپ ہے

چمار۔ یہاں پاپ ہے!

دادو۔ جو دھرم بیمار کی مدد لینے سے روکتا ہے۔ جو دھرم غریب کو رحم کرنے سے روکتا ہے جو دھرم پیاسے کو پانی پلانے سے منع کرتا ہے۔ جو دھرم بھوکے کو بھوجن کھلانے سے منع کرتا ہے۔ وہ دھرم نہیں بلکہ پاکھنڈ ہے۔ سچا دھرم تو اچھوت سے پرے اور اکھنڈ ہے۔

۵

دھرم کہتا ہے کہ سب اچھے برے یکساں ہیں
دھرم کہتا ہے کہ سب بھائی ہیں جو انساں ہیں
دھرم تو کہتا ہے اے انسان تو اوپکار کر
چھوڑ دے نفرت کو تو چھوٹے بڑے سے پیار کر

برہمن۔ کیا تمہارے کہنے سے اپنا آپ مٹا لیں؟ پھر تو ان کے ساتھ بیٹھ کر بھی کھا لیں تو کوئی ہرج نہیں۔

دادو۔ افسوس اتنا اگیان؟

برہمن۔ تم تو کہو گے کہ ان کا جوٹھا بھی کھا لو۔

دادو۔ نہیں جوٹھا نہ کھاؤ۔ لیکن اتنی نفرت بھی تو نہ دکھاؤ۔ اچھوت پیاسا ہو تو اسے پانی پلاؤ۔ بھوکا ہو تو بھوجن کراؤ۔ بیمار ہو اس کے زخم پر مرہم لگاؤ۔ نردھن ہو تو دھن سے ہاتھ بٹاؤ۔ ورنہ تم

ابھیمان سے اندھے ہو کر اس بھگوان کی سنتان کو اس طرح نہ ٹھکراؤ۔

گیت

کیا ہوا یہ پچھلے کرموں سے اگر برباد ہیں
یہ بھی تو آخر اسی بھگوان کی اولاد ہیں
اس کے بیٹوں کو اگر تم اس طرح کلپاؤ گے
ان کو کلپا کر سمجھتے ہو کہ تم سکھ پاؤ گے

برہمن۔ جو رسم اور قاعدے پراچین کال سے چلے آتے ہیں۔ ان کو ہم کیسے طرح چھوڑ سکتے ہیں۔

دادو۔ جن فضول رسموں اور قاعدوں سے ہماری جاتی رسائل کو جا رہی ہے۔ انھیں مٹا دینا ہی یوگیہ ہے۔ چھوت چھات کے وہم کا پردہ اٹھا دو۔ جن باتوں سے قوم کی ہانی ہوتی ہے ان کا مول مٹا دو۔ گنگا مل میل سے بھرشٹ نہیں ہوتی۔ بلکہ گنگا میں مل کر سب کچھ گنگا جل کے سمان امرت ہو جاتا ہے۔ آؤ ہم تم بھی گنگا کے سمان اُدار ہو کر اچھوتوں کو اپنے جیسا بنا لیں۔ ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ ان مٹی میں ملے ہوئے رتنوں کو اٹھا کر بھارت کا دھن مان اور گورو بڑھا لیں۔

گیت

یہ بچھڑنا ہی ہمارے سب دکھوں کا مول ہے
ان سے ہم نفرت کریں تو یہ ہماری بھول ہے
آؤ بھارت کا بھلا کر دیں اسی تدبیر سے!
باندھ لیں ان سب کو ہم اک پریم کی زنجیر سے

گانا

مٹا دو بھید بھاؤ سب اڈنبر دھرم کے سارے
ہو برہمن جنم سے تو کیا۔ ترو گے کرم سے پیارے
اہنسا پریم سے گر ہین ہو تو کچھ نہیں ہو تم!
کرو تم لاکھ پوجا پاٹھ چاہے مون کو دھارے
ہو مسلم یا کہ ہندو ہو یہودی ہو کہ عیسائی!
ہیں اک مٹی کے سب بھانڈے ہیں اک آکاش کے تارے
اچھوتوں میں وہی دیا ایک ہی برہمن میں وہی دیا ایک
بڑے چھوٹے یہ بیٹے ہیں اسی بھگوان کے سارے
اگر کلیان اپنا اور دیش اودھار چاہتے ہو!
تو سمجھو مت اچھوتوں کو کبھی اپنے سے تم نیارے

ایکٹ دوسرا - سین تیسرا

سوشیلا کا مکان

(خداوند خانصاحب۔ لٹو اور رحیم کا آنا)

رحیم۔ خداوند خانصاحب میں نے تو اسی روز کہہ دیا تھا کہ وہ گاتی نہیں۔

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔

لٹو۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

خداوند۔ کیوں یار ہم کو ملے گی۔
لٹو۔ اجی ملے گی اور ضرور ملے گی۔ نہ ملے تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤں۔
خداوند۔ تم کیسے سمجھتے ہو ملے گی۔
لٹو۔ اس کے خصم کا بیرنگ پارسل جہنم رسید کر دیا ہے۔
رحیم۔ تو خداوند خانصاحب پہلے رقیب کا فاتحہ پڑھ لیجیے۔
لٹو۔ اجی اب تو پھنس جائے گی خالی چال سے۔
رحیم۔ جیسے مچھلی پھنستی ہے جال سے۔
لٹو۔ قاضی پھنستا ہے حلال سے۔
رحیم۔ اور شرابی پھنستا ہے کلال سے۔
لٹو۔ مگر ایک بات بڑی ہے کہ وہ گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
دونو۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
خداوند۔ یہ تو ہے اسی کا مکان؟
لٹو۔ اجی اسی کا مکان ہے۔ یہ مکان کا دالان ہے۔ یہ میرا لگایا ہوا نشان ہے۔ بس یہی اس کی پہچان ہے۔
رحیم۔ تو خداوند خانصاحب بس ڈیرہ جما دو۔
خداوند۔ اور کیا۔

گانا

اب وہ ادھر سے بلیٹں گے نہ ہی ہٹ کے آئیں گے
ماریں گے نہ میدان تو پھر کٹ کے اٹھیں گے
(بیٹھے ہیں)

دونو۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
خداوند۔ خداوند خانصاحب۔ صورت مہ پارہ ہے تو نام بھی

بڑا ہی پیارا ہے۔
خداوند۔ پیارا ہے
لٹو۔ جی حضور تازہ شکر پارہ ہے۔ اور دیکھئے میرے ہونٹ چپکے جاتے ہیں۔
خداوند۔ کیوں؟
لٹو۔ نام کی مٹھاس سے۔ س۔ س۔ س۔ سوشیلا۔
خداوند۔ آہاہاہا۔ واہ واہ۔
سب۔ آہاہاہا واہ واہ مرحبا مرحبا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ آفرین۔
رحیم۔ خداوند خانصاحب مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
لٹو۔ اور نقشہ تو اور بھی کمال ہے۔

ھ

دیکھو جو کمر اس کی تو کیلے کی پھلی ہے!
اور چہرے کی کیا بات ہے مصری کی ڈلی ہے

رحیم۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔ بلکہ اس سے بھی سوا ہے۔

ھ

وہ صورت ہے الپسرا بھی اچھی بلہار جاتی ہے
کمر پتلی ہے کاغذ سے لچک میں کھڑکھڑاتی ہے

لٹو۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔
رحیم۔ اب ذرا عاشق کے منہ سے معشوق کی تعریف سنئے حضرت۔
لٹو۔ ہاں حضور صاحب!
خداوند۔ کوئی کہتا ہے اس کی کمر کیلے کی پھلی ہے۔ کوئی کہتا ہے اس کی کمر کاغذ سے بھی پتلی ہے۔

لٹو۔ اور آپ کیا کہتے ہیں ؟
خداوند۔

گانا

ہم یہ کہتے ہیں کمر ہے ہم کو دکھلاتی نہیں
اس قدر پتلی ہے ڈھونڈو تو نظر آتی نہیں

رحیم۔ اجی کمر ہو تو لچکائیے۔
لٹو۔ اور گا کر گانا سنائیے۔
رحیم۔ جب ہی تو گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
دونو۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
خداوند۔ تو کیا اس کے درشن بھی ہوں گے ؟
لٹو۔ اجی اب تو اکیلی ہے۔
رحیم۔ بالکل اکیلی ہے۔
لٹو۔ صرف ایک چھوٹی سی دُم ساتھ ہے۔
خداوند۔ دُم ؟
لٹو۔ ہاں کوئی نو دس برس کا چھوکرا۔
خداوند۔ تو اسی کو بلوائیے اور ہمارے آنے کی اطلاع کرائیے۔
لٹو۔ ارے او اننت رام۔ او اننت رام۔
اننت رام۔ (آکر) جی جی۔ کیا کہو جی ؟
لٹو۔ (پیسے دیکر) لے بیٹا یہ خرچ کرنے کو پیسے
اننت رام۔ نا جی مجھے تو ماں مارتی ہے۔ میں کسی سے پیسے نہ لوں گا۔
لٹو۔ یہ تو تیرے باپ نے بھیجے ہیں۔

اننت رام۔ جھوٹے۔ وہ تو مر گئے جی۔
لٹو۔ تو جہاں وہ مر کر گئے میں بھی تو وہیں سے آ رہا ہوں۔ لے لو بیٹا
لے لو۔ (پیسے دیتا ہے) اور ماں کو کہو کہ باہر دالان میں مہمان
براجمان ہیں۔ جاؤ۔ بھیج کر جلدی بُلا لاؤ۔
اننت رام۔ اچھا ہم جاتا ہیں (جاتا ہے)
لٹو۔ جائیں گے کہاں؟
خداوند۔ ہاں جائیں گے کہاں؟

ف

اب دوار سے پلٹیں گے نہ ہی ہٹ گئے اٹھیں گے
ماریں گے نہ میدان تو پھر کٹ گئے اٹھیں گے

رحیم۔ اور خداوند خان صاحب اس دن کی طرح اپنی اکڑ میں رہی
تو؟
لٹو۔ تو پھر اس لڑکے کو سرکاری حکم سے قید کر دینا اور آٹھ دن کی
مہلت دے کر اپنا کام نکال لینا۔
رحیم۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
(اننت رام و سوشیلا کا آنا)
لٹو۔ خداوند وہ آئی۔
رحیم۔ ہاں وہ آئی۔ مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
سوشیلا۔ کون ہیں؟
اننت۔ وہ
سوشیلا۔ (غور سے دیکھ کر) ہیں یہ تو وہی سالکھشات دُرآچار۔
اور یہ وہی اُس کے خوشامدی یار۔ کیا اب اکیلی جان کر

ڈورے ڈالنا چاہتے ہیں۔ مجھے میرے اس گھر سے بھی نکالنا
چاہتے ہیں۔ دکھشا پربھو دکھشا۔

گانا

دھرم کو تیاگے ہوئے یہ سب کے سب بے دین ہیں
میں گئو ابلا اکیلی یہ قصائی تین ہیں

لٹو۔ سوشیلا۔ سنا ہے تمہارا اپتی سورگ باش ہو گیا۔
سوشیلا۔ ہاں تو کسی کا کیا بگڑا۔ گھر میرا برباد ہوا۔ سہاگ میرا
گیا۔

لٹو۔ ہمارے وزیر صاحب اسی کا افسوس کرنے آئے ہیں۔
سوشیلا۔ بہت اچھا بہانہ ہے۔ افسوس کرنا تو کیا مطلب مجھے
تو اکیلی جان کر پھنسانا ہے۔ کیا مجھے بھی کوئی بازاری ویشیا گردانا
ہے وزیر سے کہدو اور ڈنکے کی چوٹ سے کہدو کہ میں اگلے دن
بھی ایک بھرشٹ وستو سمجھ کر اس پر تھوک آئی تھی اور آج
بھی ایک نیچ کتا سمجھ کر ڈور سے دھتکارتی ہوں

گانا

بنو ہمدرد اتنے تم نہ ہمدردی یہ دکھلاؤ
اگر درکار ہے عزت مرے گھر سے نکل جاؤ

رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ اپدیش سناتی ہے مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
لٹو۔ خداوند خاں صاحب تو تم پر سچا پریم رکھتے ہیں۔
خداوند۔ بے شک میرا پریم مکھی کی طرح اس کے گالوں کے گڑ
پر بھنبھناتا ہے۔
سوشیلا۔ تو دیپک پر ہزاروں پتنگے جل مرتے ہیں۔ پرنتو اپنے

ہی انترہ واہ (سوز نہانی) سے جلنے والا دیپک کسی کی بھی پرواہ
نہیں کرتا۔

خداوند۔ دیکھ میں رنگیلا پریمی ہوں۔

سوشیلا۔ تیرے پریم کا جواب میں دھتکار سے دیتی ہوں۔

خداوند۔ مشٹنڈا جوان ہوں۔

سوشیلا۔ میں تمہاری جوانی کو ذلیل سمجھتی ہوں۔

خداوند۔ چاند کی صورت ہے۔

سوشیلا۔ میں تمہاری صورت سے نفرت کرتی ہوں۔

خداوند۔ بڑا موٹا پیسے والا ہوں۔

سوشیلا۔ میں تمہارے پیسے کو ٹھکراتی ہوں۔ وزیر صاحب مجھے
بھول جاؤ۔ ایمان کو چھوڑ کر گمراہ کے عذاب میں نہ پڑو۔
اصلی اور سچا موتی تمہارے گھر میں ہے۔ جھوٹے اور بناوٹی
موتی پر نہ للچاؤ۔ میرا موہ وہم اور خیالی ہے۔ تمہارے
گھر کی نار مجھ سے زیادہ روپ والی ہے۔



پرناری پینی چھری تم مت کرو پرسنگ
دس مستک راون گئے پرناری کے سنگ
بھارت کا سنگرام ہے پرناری کا پیار
دریودھن کا کٹ گیا راج اور پریوار

لبو۔ خداوند خاں صاحب۔ یہ یاد رہے سیدھی طرح سے نہیں آئے
گی۔ سوشیلا تو چاہتی ہے پتی کے سوگ پر پھر سہاگ ہی
لگالے۔

سوشیلا۔ ستی دھرم کو بچانے کے لئے ایسا کرنا کبھی مجھے ناگوار نہیں

گانا

وہ بیٹا کیا جو جس کو دھرم کے مارگ سے کھسکائے
نہیں پیارا وہ بیٹے کی اگر یہ دھرم نیچ جائے

خداوند۔ تو بے جاؤ اس کا سر اڑا دو۔
رحیم۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
سشیلا۔ نہیں ٹھہرو ٹھہرو۔ اتنا اندھیر نہ کرو۔ ظالمو یہ ماتما سے دنڈو یہی میری زندگانی ہے۔ یہی میرے پیارے پتی کی سنسار میں ایک نشانی ہے۔ ماں مرتی چلا ہے تو ایسا اتیاچار نہ کرو۔ اناتھ بچے اور غریب ودھوا کا اس طرح تیرسکار نہ کرو۔

گانا

رہ گیا ہے دے کے یہ۔ تو ٹو نہ اس دھن کوش کو
واسطے پرماتما کے چھوڑ دو نردوش کو!
دھرم سے ہو کر تیت کیوں تلگتے ہو بنانے کو
چھین کر بچہ اتا نہ چھوڑو تم بلکتی گائے کو

لوٹو۔ اس کو بچانا چاہتی ہے؟
سشیلا۔ ہاں میں استری ہوں۔ ودھوا ہوں۔ غریب ہوں۔ بھیک مانگتی ہوں۔

گانا

کسی سے تم بھی جائے ہو کسی کے تم بھی پالے ہو
بچاؤ اس کو تم گر آس اور اولاد والے ہو

لٹو۔ تو پھر خداوند خاں صاحب کی بات مان جاؤ۔ اولاد کو بھی بچاؤ اور بھیک مانگنے سے بھی چھوٹ جاؤ۔

سوشیلا۔ (کرودھ میں آکر) ارے کمینو مجھ سے ایسی آشا مت رکھو
جاؤ لے جاؤ چاہے تو ہڈی کو لے جاؤ۔ میں بھیگ مانگ کر کھاؤنگی
نامراد ہو جاؤں گی۔ جنم بھر پتی کے ساتھ پتر کا بھی سوگ مناؤنگی
پرنتو تمھیں پہلے بھی ٹھکرائی تھی اور آئندہ بھی ٹھکراؤنگی۔

گیت

اگر ہو جاؤں گی بے گھر تو جنگل میں بتالونگی
ملے گی گر نہ روٹی تو میں ٹکڑے رلکے کھالونگی
گیا بیٹا۔ لٹا دھن تو پھر اپنے پران وارونگی
لٹا دونگی میں سب کچھ پر نہ اپنا دھرم ہارونگی

خداوند۔ تو رحیم لیجاؤ۔ اس کو قید خانہ میں لے جاؤ۔ اگر یہ آٹھ
روز کے اندر کہنا مان جائے تو ٹھیک۔ نہیں تو اس لڑکے
کا سر اڑا دو۔
سوشیلا۔ میری بلا سے۔ میرے ستی دھرم کے صدقے۔
رحیم۔ چل بچے ادھر آ۔ (پکڑنا)
اننت رام۔ ماتا مجھے کہاں بھیجتی ہو۔ (رحیم کا اننت رام کو لیجانا)
سوشیلا۔ تیرے پتا کے پاس۔ جا بیٹا۔ اپنے پتا کو کہہ دینا کہ پت
تمہاری پتنی وہ سچی بھارت پتی پرائن استری ہے جو اپنے
پتی برت کی رکھشا کے لئے اپنے جیون دھن ارتھات
پتر کو بھی بلیدان کر سکتی ہے۔
لٹو۔ دیکھا خداوند خاں صاحب۔ بھوکی شیرنی کی طرح پھاڑنے
کو تکتی ہے۔ مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
(جانا دونوں کا)

سوشیلا۔ یہ سہارا بھی چھوٹ گیا۔ سوبھاگیہ کا یہ چمکتا ستارہ بھی ٹوٹ گیا۔ گھر کا یہ دیپک بھی بجھ گیا۔ اب اس گھر کو جلا دوں۔ آپ بھی جل جاؤں۔ نہیں آتم ہتیا کیوں کر دوں۔ بھگوان کا بھجن کر کے اس جنم اور اگلے جنم کی مصیبتوں سے بھی کیوں نہ چھوٹ جاؤں۔ جاؤں مگر کہاں جاؤں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ کبیر بھگت کی شرن میں جاؤں۔ وہ پرم سنت ہیں۔ وہی مکتی کا راستہ بتلائیں گے۔ آواگمن کے بندھن سے چھڑائیں گے۔

بھو کو ترنے کے لئے اب آتما ساتھ دوں!
کیوں نہ ڈوری من کی اب پرماتما کے ہاتھ دوں

(سوشیلا کا جانا)

ایکٹ دوسرا سین چوتھا

کبیر کا مکان

لوئی آسن لا کر رکھتی ہے۔ کمالی چوکی بھی لاتی ہے چوکی پر بھجن پڑھنے کے لئے کرتال اور جھانجھ کا لوٹا لاتی ہے کبیر کا داخل ہونا۔

گیت

کبیر۔ رام کہو پیارے رام کہو۔
اس کو ہے سنسار میں سدا سرو آنند
جس کا پربھو شری رام ہو اور گورو درا مانند
آسن پر بیٹھنا بھجن کرنے کیلئے!

کمال۔ (باہر سے) ماتا دروازہ کھولو۔ ایک ابلا یاچک ہے۔
کبیر۔ (اٹھ کر آسن سے) ابلا یاچک۔ تو دیوی پہلے یاچک کی بات سن لو۔ رسوئی پھر پروس لینا۔
(لوئی کا دروازہ کھولنے کو جانا)

گیت

اُبل اُٹھے نہ کیوں۔ دل میں یدی قطرہ لہو کا ہو
کہیں ایسا نہ ہو یاچک یہ پیاسہ اور بھوکا ہو
(لوئی سوشیلا اور کمال کا آنا)

سوشیلا۔ (دکھی آواز سے) کہاں ہیں وہ مہاتما کبیر کہاں ہیں؟
کبیر۔ (آگے بڑھ کر) یہ ہے وہ فقیروں کا فقیر۔ سنتوں کا داس کبیر
سوشیلا۔ (بنتی کر کے) اشرن ہوں پربھو شرن ہوں۔

گیت

کوئی ہمدرد اور ساتھی ہے ویدا میں نہیں اپنا
سوائے اک پربھو کے کوئی دنیا میں نہیں اپنا

کبیر۔ تو دیوی دھیرج دھارو۔ میرے آشرم میں رہو۔ اس کا بھجن کرو ہاں پرنتو پہلے اپنی ویتھا ورنن کرو
سوشیلا۔ پربھو میری ویتھا کا پار نہیں مجھے ڈھارس دینے والا کوئی مددگار نہیں۔ پتر نہیں پتی نہیں کوئی ناطے دار نہیں۔

دوہا

دکھی ہوں سکھ کے ہوتے بھی ہیں گھر ہوتے بھی بے گھر ہوں
گر آندھی سے دھرتی پر ہو جیسی وہ بے پسر ہوں!
بلا قسمت سے کھانا بھی تو جب کھایا ہے غم کھایا
یہاں تک غم کو کھایا ہے کہ بھوجن بھی نہیں پایا!
کبیر۔ تو دیوی پہلے بھوجن ضرور کرو۔ رونے دھونے کو دور کرو۔

دوہا

اور مت روؤ کہ یہ نالے سُنے جاتے نہیں
آنسوؤں کے یہ تیرے موتی چُنے جاتے نہیں

آؤ۔ اِدھر آؤ۔
سوشیلا۔ لیکن یہ خیال رہے کہ میں ایک ہندو ابلا ہوں۔
کبیر۔ تو کوئی نیک مسلمان ایکتا بھاؤ رکھتے ہوئے بھی ایک ہندو کو روٹی بیٹی کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ بیٹیا تو اس مسلمان گھر میں بھی ہندو نیم دھرم سے رہے گی۔ جاؤ۔ کمال۔ دادو دیال کو کہو کہ اس ہندو دیوی کے لئے ہندو دوکان سے پوری ساگ لے آئے۔ جاؤ جلدی جاؤ۔
کمال۔ جو آگیا۔ (جانا کمال کا)
کبیر۔ بیٹا یہ دھرتی ایک چوکا ہے جس پر سرشٹی نے نانا پرکار کے بھوجن پروس دئے ہیں۔ جو جس کا جی چاہے اپنی پسند کا اُٹھائے اور کھائے۔ ہندو پکے اور مسلمان پکے مسلمان رہتے ہوئے بھی پرسپر پریم لیلا دکھلا سکتے ہیں۔ اپنے اپنے رام اور رحیم کو چُنتے ہوئے بھی اس گرے ہوئے بھارت کو اوپر اُٹھا سکتے ہیں۔

جو ہندو رام رٹتا ہے بگڑتا کیا ہے مسلم کا
ہے یہ نطفہ جو آدم کا تو وہ بھی خون آدم کا
جدا دیکھے ہیں جو کے ہم نے اک ہندو گھرانے میں
محبت دل کا سودا ہے نہیں ہے پریم کھانے میں

(دادو کا پوری ساگ لیکر آنا)

دادو۔ لو۔ گورو۔ آپ کی آگیا انوسار شدھ ہاتھوں سے ہندو دکان سے لایا ہوں۔ (دونا سوشیلا کو دینا)

کبیر۔ اب جہاں جی چاہے بیٹھ کر کھاؤ۔ (بیٹھنا آسن پر)

سوشیلا۔ اب بیٹھنے میں کیا شنکا ہے۔ (اسی آسن پر بیٹھنا دونوں کا کھانا)

دادو۔ آہا۔ کیا مبارک زمانہ۔ ایک ہی چٹائی پر ہندو اور مسلمان کا مل کر کھانا۔

ادھر دیوی یہ ہندو ہے ادھر یہ دیکھو مسلم ہے
یہ پیغمبر کا اور اک دیوتا گن کا سماگم ہے
یہ دیکھے سے اک کیونکہ نہ ہو شترو بھی ممکن پر
اٹھیں گے ہمارے ہندو مسلماں ایک آسن پر

(دادو دیال کا جانا اور لٹو کا داخل ہونا)

لٹو۔ ٹھیک ہے اب یہاں آگئی۔ ایک پنچ مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتی ہے۔ اور ایک او تم وتق تمہے وزیر سے جی چراتی ہے۔ کیوں

سوشیلا۔ ہندو ہو کر مسلمان کے گھر کا کھانے لگی۔ مان ختم ہو گیا۔ ابھی سے ہوش آنے لگی؟

کبیر۔ (اُٹھ کر آسن سے) ارے بھائی یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ایک آسن پر بیٹھ کر کھانے سے اس کا دھرم کچا تاگا تھا کہ ٹوٹ گیا۔ یا میرا ایمان کچا رنگ تھا۔ جو چھوٹ گیا۔ یہ تو ہم جدا جدا کھا رہے ہیں۔ یدی ایک ہی پاتر میں کھالیں تو بھی دھرم ایمان کا کچھ بگڑ نہیں جاتا۔ سنگم ہو جانے پر بھی گنگا اور جمنا کے جل کا اپنا اپنا رنگ اڑ نہیں جاتا

ہیں ہندو اور مسلم ایک ہی آکاش کے تارے!
یہ چاند اور چاندنی کی طرح سے ہوتے نہیں نیارے
کرمیں گے اپنے مذہب سے ادھک اسکی قدر دانی
یہ گھر مسلم کے رہتے بھی رہے گی اک سہانی

سوشیلا مجھے یہ مسلمان گھر کئی ہندو محلوں سے بڑھ کر سکھدائی نظر آتا ہے۔ اتنے دھنی اور زر والے ہندوؤں سے مجھے تو یہ غریب جولاہا زیادہ اُدار دکھلاتا ہے۔

خبر لی جب نہ ہندو نے تو گھر آئی مسلمانکے
مگر سچے دھرم کی پکی ہوں پکے ہیں ایمان کے
بھلا ہو پھر کبھی اس کا آسرا تو کچھ دیا مجھ کو
ہے بڑھ کر ایک ہندو سے مسلمان تو دیا مجھ کو

لوطی۔ (سوگت) دیکھ لوں گا ابھی دن باقی ہیں۔ یا تو اپنا پتر گنوائے گی۔ یا خداوند خاں صاحب کے پہلو میں آئے گی۔ (جانا)

سوشیلا۔ (کبیر کے پاؤں پڑ کر) ابھی ہے پر بھو یہی ہے۔ میری تمام

مصیبت کا مول یہی ہے۔ میری چھاتی کا ترشول یہی ہے۔

ہ

اسی نے ایک دو ہوا پہ ہزاروں ظلم ڈھلے ہیں
اسی نے گود خالی کر کے سب کا نے لا بجھلے ہیں
مجھے برباد کر ڈالا اسی کی بے حیائی نے
میرا سر دو سو چھینا ہے اسی ہندو قصائی نے

کبیر۔ بیٹا تیری دیتھا سے میرا کلیجہ چھید ہوتا ہے۔ تمہاری اس کرونا جنک وارتا سے میرا من ادھیر ہوتا ہے۔

ہ

ہم اپنے پران کی بازی لگا کر کھیل جائیں گے
ترا یہ دکھ مٹانے کو ہم اپنا سکھ گنوائیں گے

سوشیلا۔ مہاراج اسی دُرآتما کے بہکانے سے بادشاہ کا وشواس اور انیائی وزیر میرے پیچھے پڑا ہے۔ میرے دو ہوا ہو جانے پر کبھی وہ اسی ہٹ پر اڑا رہا ہے۔ مجھے لالچ دکھایا۔ ڈرایا۔ دھمکایا۔ آخر آٹھ دن کی مہلت دیکر میرے بچے کو قید کروا دیا۔ آج تیسرا دن ہے۔ پانچ روز کے بعد میرا بچہ قتل کر دیا جائے گا۔

ہ

ہتی گو کال نے لے کر سہ بیٹے پر نظر ڈالی
ہوا پہلو بھتا خالی ہوگئی اب گود بھی خالی

کبیر۔ دھیرج دھارو جب تک ہیں۔ میرے شش سماج اور میرے کٹنب

کا ایک آدمی بھی جیتا رہے گا۔ تیرے بیٹے کا ایک قطرہ لہو بھی اس دھرتی پر نہیں گرے گا۔ ایشور یہ نیم اٹل ہے تو بھگوان مظلوم کی سنے گا۔ اور ظالم اپنا سر دھنے گا

گانا

کون سا وہ روگ ہے جس کی دوا ملتی نہیں
کون کہتا ہے کہ ظالم کو سزا ملتی نہیں

لوئی۔ جاؤ بیٹی۔ پربھو پر وشواس رکھو۔ ہمارے آشرم میں آنند سے رہو بھجن بھگتی سے من لگاؤ۔ اور چرخہ کات کر اپنا سمے بتا کر دیش کا بھی بھلا چاہو۔ جاؤ۔

(سوشیلا کا جانا)

کبیر۔ (لوئی سے) کیوں دیوی ؟ اب اس ودھوا ہندو استری کے بچے کو بچانے کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں ؟
لوئی۔ یدی اس ہندو دیوی کے پتر کی رکھشا میرے پرانوں کی قیمت سے ہو سکے تو پران حاضر ہیں۔

گانا

میں ہوں تیار اس سادھو کے احسانوں کے بدلے میں
بچا لو ہندو لڑکے کو میرے پرانوں کے بدلے میں

کبیر۔ دھنیہ ہو لوئی تم دھنیہ ہو جو اپنے ہندو آن داتا کے اپکار کے بدلے میں ہندو جاتی پر اپنے پران تک نچھاور کرنے کو تیار ہو۔

گانا

مزہ ہے ایکتا کا تب کہ دُکھ سُکھ میں سہائی ہوں
مسلماں اور ہندو رام اور لچھمن سے بھائی ہوں
مسلماں کے لئے ہندو جو کھائے چوٹ سینے پر
بہا دے خون مسلم ایک ہندو کے پسینے پر

لونی۔ اسی کا نام دیش پریم اور سچا اتحاد ہے۔

کبیر۔ ہاں ایک اور بات ہے۔ اگر ظالم وزیر کو اس ہندو ودھوا کے بچے پر ترس نہ آئے۔ اور لڑکے کے عوض میں لڑکے کی ہتیا (قتل) کرنا چاہے تو؟

کمال۔ (آکر) تو ایک ہندو بھائی کو بچانے کے لئے یہ مسلمان لڑکا حاضر ہے۔

گانا

میرے اُڑ جائیں ٹکڑے پر نہ اُس کا بال بانکا ہو
بڑھے جاتی کی عزت اور دیش ہندوستاں کا ہو
میں اپنی کھال کھچوا دوں گا اس کے بال کے بدلے
میں ہیرا جنم دے دوں گا اس ہندو لال کے بدلے

کبیر۔ بیٹا کمال تو بے شک کمال ہے۔ پرنتو پرائی آگ میں بناں کسی پر یوجن کے جلاد کی چھری دیکھ کر دل والوں کا حوصلہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ چمکتی اور تڑپتی تلوار سے شیروں کا جی بھی چھوٹ جاتا ہے۔

کمال۔ تو پریکشا آزما لو مسلمان بھائی ہندو بھائی کے لئے کس شوق سے مرتا ہے۔ ابھی تلوار ہاتھ میں اُٹھا لو اور کھری کھوٹی دستو کو

کسوٹی پر لگالو۔

ھ

ہتھیلی پر لئے میں سیس کٹوانے کو حاضر ہوں
اگر آف بھی کروں مسلم نہیں ہوں ایک کافر ہوں

گانا

اگر بھارت کا بیٹا ہوں تو دنیا کو بتا دوں گا
میں یہ تفریق ہندو اور مسلم کی مٹا دوں گا
اگر اک میرے ہندو بھائی کی جان پہ بنی ہوگی
تو اس کی جاں بچانے کو میں اپنا سر کٹا دونگا
میں ہندو بھائی کے ہرت کو کرونگا ۔ وہ جو بس ہیں ہے
زمانہ رام اور لچھمن کا بھارت میں دکھا دونگا
لہو سے ایک ہندو کے بجھے گر پیاس قاتل کی
بہا کر خون خود اپنا میں قاتل کو پلا دوں گا
میرے جسم اور جاں کی ہے جدائی وصل دونوں کا
میں رشتہ زندگی سے توڑ دونوں کو ملا دونگا
او ستھا پر نہ جاؤ کیا ہوا بچہ ہوں چھوٹا ہوں
بڑا ہے حوصلہ لیکن میں کچھ کر کے دکھا دونگا
لہو گر گر میر اتحاد کی بنیاد ڈالے گا
لہو سے سینچ کر اتحاد کا بوٹا لگا دونگا۔

ایکٹ دوسرا پردہ پانچواں

راستہ

[کبیر کی دھرم بیٹی ۔ کمالی اور تین ہندو و تین مسلمان لڑکیوں کا ہاتھ میں گئو رکھشا کی جھنڈیاں لئے ہوئے داخل ہونا]

کمالی ۔ بولو دھرم کی جے ۔
سب ۔ دھرم کی جے ۔
کمالی ۔ ہندو مسلمان کی جے ۔
سب ۔ ہندو مسلمان کی جے ۔
کمالی ۔ بہنو آج ہمارا فرض کیا ہوگا ؟
سب ۔ دھرم کی رکھشا ۔
کمالی ۔ اور ؟
سب ۔ ہندو مسلمان ایکتا ۔
کمالی ۔ اور ؟
سب ۔ جیو اہنسا ۔
کمالی ۔ بس اب ہنسا کا بیج ناش ہو جائیگا ۔

۵

بھینٹ ہوگا اب نہ جیووں کا گلا تلوار پر
خون کے چھینٹے نہ دیکھو گی در و دیوار پر
ایکتا سے کاٹ کر پھینکیں گے جڑ الواد کی
تیز ہوگی اب نہ گائے پر چھری جلّاد کی

پہلی ہندو ۔ جب آپ جیسی سوشیل مسلمان تمکنیائیں گؤ ہتیا کو روکنے پر کمر باندھ لیں گی ۔ تو اوشی بھارت کا بیڑا پار ہوگا ۔ بھارتیہ دھن کوش لکشمی کا بھنڈار ہوگا ۔

۵

آپ جیسی دیویاں جب کام پر ڈٹ جائینگی
ٹوٹ جائے گی چھری اور بیڑیاں کٹ جائینگی
پھر نہیں تکلیف کچھ ہوگی گوارا دودھ کی
ذبح خانوں کی جگہ پر ہوگی دھارا دودھ کی

کماری ۔ خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا ۔

سب ۔ مہاتما کبیر کے پرتاپ سے ایسا ہی ہوگا ۔

کماری ۔ آج عید کا دن ہے ۔ ہمارے دھرم پتا مہاتما کبیر نے بھی سنکلپ کر لیا ہے ۔ کہ پرادھینتا سے برت سے ۔ خوشامد سے منت سے جس طرح بھی بن آئے گؤ ہتیا بند کرائیں گے ۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے آگے گڑگڑائیں گے ۔ ایکتا کے نام پر گؤ رکھشا کی بھکشا کے لئے ہاتھ پھیلائیں گے ۔ قربانی کے لئے قصائی کی تلوار کے آگے اپنی گردن جھکائیں گے ۔ لیکن گؤ رکت سے بھارت کی پوتر بھومی

کو بھرشٹ ہونے سے ادشیہ بچائیں گے۔
دوسری ہندو۔ کیا اس میں سپھلتا ہوگی۔
کماری۔ ہاں ضرور ہوگی۔ آج کی عید سارے بھارت کی عید ہوگی۔

ہار ہندو بھائیوں کو مسلماں پہنائیں گے
آج دونوں بھائی آپس میں گلے مل جائینگے
عید گاہ پر لیشپ ہندو دیوتا برسائیں گے
اور پیغمبر ہمارے دیکھنے کو آئیں گے

پہلی ہندو۔ مسلمان بھائی پرتین کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔
دوسری۔ ہاں یہ مسلمانوں کے ہی بس کی بات ہے۔
کماری۔ وہ بھی تو گئو ہتیا سے نقصان اٹھا رہے ہیں۔ دودھ اور اناج کی کمی سے وہ بھی تو دکھ پا رہے ہیں۔

کمی سے دودھ کی دونوں کے ہی بچے ترستے ہیں
ہمارے خون کی ہولی کھلا کر لوگ ہنستے ہیں
ہے نردھن ہو گیا یہ دیش ہندوستان دونوں کا
گئو ہتیا سے گھاٹا اور ہے نقصان دونوں کا

پہلی ہندو۔

گئو ہتیا سے ہی بھارت کو نادادی کا رونا ہے
ہماری بھوک کا دارو گئو رکھشا سے ہونا ہے

(ایک مسلمان مفتی خان کا داخل ہونا)

مفتی - لڑکیو تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

کمالی - عید مبارک منا رہی ہیں - ہندو مسلم ایکتا کی نیو رکھنے کے سبب سے عید گاہ میں جا رہی تھیں -

مفتی - تو کیا ان ہندو لڑکیوں کا بھی تیوہار ہے؟

کمالی - ہاں ہماری عید ہی ان کا تیوہار ہے جب ان کا اور ہمارا بھائی بندی کا تیوہار ہے - تو پھر ہماری عید پر یہ کیوں نہ خوشی منائیں گی - ہمارے دکھ اور سکھ میں شریک ہوتے کیوں نہ آئیں گی -

○

انھیں ہم غم میں دیکھیں تو نہ کیسے پھر انھیں غم ہو
اگر ان کے ہو رونا تو ہمارے گھر میں ماتم ہو
خوشی ہو ان کے گھر میں تو ہر شے ہم کو بھی دونا ہو
مزہ تب ہے کہ یہ اتحاد دنیا میں نمونہ ہو

مفتی - واقعی ہندوؤں نے آج اپنی شرافت کا اعلیٰ ثبوت دیا ہے جگہ جگہ مسلمانوں کے لئے شربت کی سبیلیں لگوا رہے ہیں پان سپاری سے خاطر داری کر کے پریم بھاؤ دکھا رہے ہیں -

کمالی - تو کیا ہندوؤں کی اس فیاضی اور صاف دلی کا بدلہ یہ نہیں کہ مسلمان بھی دریا دلی دکھائیں اور ان کے اس شریفانہ احسان کا بدلہ چکائیں -

○

ایکتا کی اب کسی پرکار سے ہانی نہ ہو

تب مزہ ہے گائے کی گر آج قربانی نہ ہو

مفتی۔ لڑکی تمہارے نیک ارادے سچائی کے سانچے میں ڈھالے ہیں۔
جس قوم میں تمہارے جیسی لڑکیاں پیدا ہوں۔ اس قوم کے دن ضرور
پھرنے والے ہیں۔ تمہاری چترائی سے خوش ہو کر میں تمھیں یہ کنگن
انعام دیتا ہوں۔ میں نے اپنی بیٹی کے لئے یہ طلائی جوڑا بنوایا۔
لیکن بیٹی سے زیادہ تم کو اس کا مستحق پایا۔ لو یہ تحفہ قبول کرو۔
(دینا)

کمالی۔ افسوس ابھی تک تمہارے دل میں بھید بھاؤ کا کیچڑ اور گارا ہے۔
ابھی تک تم نے ایشا و دیش کی پٹی کو آنکھوں سے نہیں اتارا ہے۔

گ

ابھی بھی رام سے نیارا خدا سمجھتے ہو
جو دونوں ایک ہیں ان کو جدا سمجھتے ہو
وناش چاہیے جس کا وہ چیز باقی ہے
یہ غیر اور یہ اپنا۔ تمیز باقی ہے

مفتی۔ لڑکی میں نے سچے پریم سے تجھے یہ طلائی کنگن دیا ہے۔
کمالی۔ سچے پریم سے دیا ہوتا۔ تو ہندو مسلمان کا بھید نہ کیا ہوتا۔
بلکہ میرے بدلے میری ان ہندو بہنوں میں سے کسی ایک کو
دیا ہوتا۔

گ

میری بہنیں نہ پہنیں تو میں اس کو پہن لوں کیسے
ہیں ہندو بہن پہ گہنے ہزاروں ڈار دوں ایسے

(واپس کر دینا)

مفتی۔ شاباش۔ ایماندار لڑکی شاباش۔ اچھا تو تم اس کو قبول کرو۔ اور یہ دوسرا کنگن میں ان ہندو لڑکیوں کو دیتا ہوں۔

کمالی۔ دینے سے پہلے یہ عہد کرو کہ آج سے یہ فضول بھید بھاؤ نہ رکھوں گا۔ اور مسلمان بھائی سے بڑھ کر ایک ہندو بھائی کو سمجھوں گا۔

مفتی۔ خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا۔

۵

قسم ایمان کی ہے کچھ نہیں ایمان سے بڑھکر
میں ہندو بھائی کو سمجھوں گا اپنی جان سے بڑھکر

سب۔ بولو ہندو مسلمان کی جے۔

(جانا سب کا)

ایکٹ دوسرا سین چھٹا

مقتل

[پردے کے ساتھ چھریاں لٹک رہی ہیں۔ ایک طرف گئو بندھی ہے۔ نئے کپڑے پہنے اور ہار گلے میں ڈالے۔ پان چبائے مسلمانوں کا عید کی خوشی میں پھرتے (دکھائی دینا)]

پہلا۔ عید مبارک (ہاتھ ملانا)
دوسرا۔ آپ کو بھی مبارک۔ (گلے ملنا)
تیسرا۔ عید مبارک۔ (ہاتھ ملانا)
چوتھا۔ تم کو بھی مبارک۔ (گلے ملنا)
پانچواں۔ عید مبارک۔ (ہاتھ ملانا)
چھٹا۔ آپ کو بھی مبارک۔ (گلے ملنا)
پہلا۔ سب بھائیوں کو عید مبارک۔
سب۔ اللہ اکبر۔
پہلا۔

زمیں پر آج جنت ہے خوشی کے پھول کھلتے ہیں
مبارک عید ہے بھائی گلے لگ لگ کے ملتے ہیں

دوسرا۔ بھائیو۔ اب ایمان کی پاسداری کرو۔ اور قربانی کی تیاری کرو۔

گ

دھرتی کو لال کردو۔ گئو رکت کو بہادو
دُنیا میں آج ڈنکا اسلام کا بجادو

تیسرا۔ بے شک یہ مقدس تیوہار ایمان کی نگہبانی چاہتا ہے اور ایمان گائے کی قربانی چاہتا ہے۔

مفتی خاں۔ (آکر) مگر دوستو۔ میں جب ایک گہری درشٹی ڈال کر دیش کی موجودہ حالت کو دھیان میں لاتا ہوں۔ تو دودھ کا دریا بہانے والی ان بے شمار گئوؤں کی ہتیا کا خیال کرکے کانپ جاتا ہوں۔

گ

ہم کو قربانی کی گر یہ رسم مجبوری نہ ہو!
گائے بھی بچ جائے اور بھائیوں سے بھی دوری نہ ہو

پہلا۔ لیکن کیسے نہ ہو۔ مسلمانوں جیسی غریب قوم اتنی مالدار نہیں کہ تھیلیوں کا مُنہ کھول کر ایسے موقع پر روپیہ پانی کی طرح بہادے اور قربانی کے لئے بکرے وغیرہ خرید کر گئوؤں کو بچالے۔ گوشت خور ہندوؤں نے بکروں کی قیمت اس قدر بڑھادی ہے۔ کہ ہم نے مہنگائی سے مجبور ہو کر گئوؤں پر چُھری چلادی ہے۔

دوسرا۔ دوستو اس پر غور کرنے کا یہ موقع نہیں۔ جلسے اور سبھائیں اس مطلب کے لئے کافی ہیں۔ ایسے رزولیوشن پاس کرنے کے لئے ذبح خانے نہیں بلکہ جلسوں کا پنڈال ہے۔

گ

عید کی عزت میں قربانی چڑھادو گائے کی
نام پر اللہ کے گردن اڑادو گائے کی

پردے سے لٹکتی ہوئی چھری کو ہاتھ میں
لینا۔ کبیر اور ہندو مسلمان لڑکیوں کا داخل ہونا

کبیر۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ میرے رحمدل اور ایماندار بھائیو۔
دوسرا۔ کیوں۔ کس لئے؟
کبیر۔ خدا کے واسطے۔ پاک رسول کے واسطے۔ بھارت ماتا کے واسطے

دودھ کی دھارا ہے اور بھارت کا یہ دھن کوش ہے
چھوڑ دو معصوم ہے یہ بے گناہ نِردوش ہے

دوسرا۔ تم مسلمان ہو؟
کبیر۔ ہاں۔
دوسرا۔ تو مسلمان ہو کر ہمیں کفر سکھاتے ہو؟
کبیر۔ نہیں میں مسلمان ہو کر مسلمان بھائیوں کو دیا دھرم سکھلاتا ہوں۔
رحمدل بھائیوں کے لئے گؤ رکھشا کی بھیک مانگنا چاہتا ہوں۔
اگر آج میں گؤوں کو قربانی سے نہیں بچاؤں گا۔ اِسلام کے
دوارے سے خالی جاؤں گا تو ہندوستان سنسار کیا کہے گا؟
دوسرا۔ کیا کہے گا؟
کبیر۔ یہی کہے گا۔

کس قدر ایمان پیغمبر کے فرمانوں کا ہے
سخت پتھر سے زیادہ دل مسلمانوں کا ہے

پہلا۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم غیر مناسب رحم سے کام لے کر
اپنی مذہبی رسم سے روگردانی کریں۔ اپنے آپ کو بے دین
ثابت کریں۔

کبیر۔ نہیں بلکہ یہ ثابت کر دکھا دیا اور اہنسا دھرم میں مسلمان کسی سے کم نہیں۔ بلکہ

گانا

گائے کی رکھشا کے ضامن ہیں عرب کے دیوتا
ہندوؤں سے بڑھ کے مومن ہیں عرب کے دیوتا
پھوٹ اور نفرت کے دشمن ہیں عرب کے دیوتا
ہندو چولی ہیں تو دامن ہیں عرب کے دیوتا
اس گئو کے دودھ سے دونوں کا ناطہ کیوں نہ ہو
ایک ہے گر باپ تو پھر ایک ماتا کیوں نہ ہو

دوسرا۔ تو کیا گائے کی قربانی نہ کرنے سے ہندوؤں کا بیڑا پار ہو جائیگا؟
کبیر۔ ایک ہندوؤں کا نہیں بلکہ سارے بھارت درش کا اودھار ہو جائیگا۔

گانا

گئو ہتیا سے ہی بھارت میں یہ دشکال آتے ہیں
نہیں نادار لاکھوں پیٹ بھر کھانے کو پاتے ہیں
گئو ہتیا سے ہی مہنگائی پر ملتا یہ آٹا ہے
ہر اک شے کا گئو ہتیا سے ہی بھارت میں گھاٹا ہے

دوسرا۔ لیکن مسلمان قوم کے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ گائے کو بھی بچائے اور ہندوؤں سے مروت بھی دکھائے۔
دادو۔ (آکر) تو اس مطلب کے لئے میں یہ لاکھوں کا دھن لٹا سکتا ہوں۔ مسلمان ہندو بھائیوں کا دل رکھیں تو میں مسلمانوں کے لئے اپنی تمام دولت کو اتحاد کے اس چوسر پر لگا سکتا ہوں۔

گانا

یدی رکھشا گؤ کی آپ کے منظور خاطر ہے
مرادھن گوش سب اسلام کی سیوا میں حاضر ہے

کمالی۔ اور اس کام میں سہائیتا کرنے کے لئے ہندو مسلم سیوا سمتی کی تمام لڑکیاں بھی دل و جان سے حاضر ہیں۔ ہم در در سے بھیک مانگ کر لائیں گی۔ گئو رکھشا بھنڈار استھاپن کر آئیں گی۔ اور گئوؤں کو بچائیں گی۔

گانا

اسی گائے سے بھارت پیٹ سے سونا اگلتا ہے
اسی گائے کے امرت سے یہ ہندوستان پلتا ہے
تمہارے رحم پر ہے یہ۔ قصائی سے چھڑا لینا
گئو سب کو بچاتی ہے گئو کو تم بچا لینا

کبیر۔ ہاں دوستو یہ واستو میں رکھشا کرنے ہی یوگیہ ہے۔

گانا

یہ گھی اور دودھ کے جتنے بھی لذت دکھاتے ہیں
گئو کے چار تھن ان سارے کھانوں کے خزانے ہیں
گئو پوجن سے ہندو سورگ کی بھی آس کرتے ہیں
ہیں جتنے دیوتا سارے گئو میں باس کرتے ہیں

ٹرانسفر۔ لو گئو کے شریر میں گولوک کے درشن }

سب لڑکیاں۔ گئو ماتا کی جے۔ کام دھینو کی جے۔

پہلا۔ چمتکار۔ گئو کا ہر دے اتنا اُدار۔
دوسرا۔ سچ مچ یہ گائے کوئی معمولی جانور نہیں بلکہ دیوی سروپ ہے دیوتاؤں کا ساکھشات روپ ہے۔

کبیر۔ تو پھر ایسی اُدار اور سرشٹی کو پالنے والی ماتا کی گردن پر چھری

چلانا سخت بے انصافی ہے۔ ایک خوفناک جُرم ہے۔ جو خدا اور خدا کی مخلوق کی نظروں میں ناقابلِ معافی ہے۔

دوسرا۔ بیشک۔ ایسا ہی ہے۔ ہم ایسی بے بہا نعمت سے اب بھارت کو محروم نہیں کریں گے۔

گانا

تمہارے آج کے اُپدیش سے مہماں کو جانا ہے
یہ ٹھانی ہے کہ گائے کو جہاں تک ہو بچانا ہے
نہیں ہے دودھ امرت ہے بھرا ان چار تھنوں میں
لو ہم بھی سر جھکائیں آج اس گائے کے چرنوں میں

سب۔ بولو گئو ماتا کی جے۔

قاضی۔ (آکر) ارے کیوں اس دیوانے آدمی کے جھانسے میں آکر ایمان کو چھوڑتے ہو۔ قربانی کی پاک رسم کو توڑتے ہو۔

دوسرا۔ ہم قربانی تو ضرور کریں گے۔

قاضی۔ تو پھر؟

دوسرا۔ لیکن گائے کی نہیں۔ گائے کو چھوڑ کر اور کسی بھی جانور کی۔

گانا

نہ ماریں گے کبھی بلکہ بچا لائیں گے مرتی کو!
نہ ہونے دیں گے اب ناپاک ہم بھارت کی دھرتی کو

قاضی۔ دین کے راستے میں روڑا اٹکاؤ گے تو کفر کا فتویٰ ہی صادر کر دوں گا۔ کبیر جاؤ۔ ہمارے حال پر مہربانی کرو۔ اور دوستو تم جلدی قربانی کرو۔

کبیر۔ قاضی صاحب تم گائے کے بدلے ہم میں سے کسی آدمی کی قربانی

کاٹ ڈالو۔ پرنتو جس طرح بھی بن آئے گئو وں کو بچالو۔

گیت

پیا ہے دودھ اس کا پھر کہیں اس کو نہ کیوں ماتا
ان آنکھوں سے گئو کو تڑپتے دیکھا نہیں جاتا
اگر ہو شاہی ملا تو کر و کچھ نیائے کی رکھشا
میری گردن اڑا دو پر کرو تم گائے کی رکھشا

کمالی۔ پرنتو۔ گئو تو ایک نردوش آبلا ہے۔ آبلا کے بدلے میں ایک آبلا کی قربانی ہی روا ہے۔

گیت

اسی کا دودھ رگ رگ میں ابل کر جوش کھاتا ہے
میرے بھائی ہیں ہندو تو گئو میری بھی ماتا ہے
میں ماتا کے ہر ایک اوپکار کا بدلہ چکاؤں گی
میں اپنی جان دوں گی اور گائے کو بچاؤں گی

قاضی۔ سب باتیں ہی باتیں ہیں۔ مرنا بڑا ہی دشوار ہے۔
کمالی۔ (سامنے ہو کر) نہیں بلکہ ایک مسلمان بالا کی چھاتی گئو کے بدلے چھری کھانے کو تیار ہے۔
قاضی۔ جلاد اپنا فرض بجاؤ۔
کمالی۔ مرد ہو تو ہتھیار چلاؤ۔

{ جلاد کمالی کی چھاتی میں طمانچہ مارتا ہے۔ کمالی کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کی چار دھاریں ہو کر نکلتی ہیں۔ سین کا ٹرانسفر ہونا۔ کمالی کا ٹرتیب میں چلا جانا۔ }

دودھ کا ساگر۔ بھگوان کے درشن۔ بھگوان لکشمی کی جنگھا پر شین کر رہے ہیں۔ شیش ناگ سایہ

ڈال رہا ہے سیشن کے دونوں طرف مسجد اور مندر کا دکھاؤ اور

ڈراپ

ایکٹ تیسرا سین پہلا ۱

قید خانہ

[قیدی اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر مریض قیدیوں کا ملاحظہ کرتا ہے۔ جمعدار قیدی اِدھر اُدھر گھوم رہے ہیں۔ داروغہ وردی پہنے کھڑا ہے کاغذ پر پنسل سے کچھ لکھ رہا ہے۔ لٹو خداوند خاں صاحب کا پروانہ لیکر آتا ہے۔]

لٹو۔ داروغہ صاحب لیجئے۔ یہ وزیر اعظم خداوند خاں صاحب کا پروانہ ہے۔ جو حکم لکھا ہے۔ وہ ابھی اور اسی وقت بجالانا ہے۔

داروغہ (پروانہ پڑھتا ہے) آج سے آٹھ روز پہلے جو لڑکا اننت رام تمہارے سپرد کیا گیا تھا آج دوپہر سے پہلے اُس کا سر کاٹ کر ہمارے

حضور میں پیش کردہ۔ دستخط نواب منصور علی خاں وزیر سلطنت لودھی (کاغذ کی جیب میں رکھ کر) سچ ہے آئی ہوئی موت ٹل سکتی ہے۔ لیکن حاکم کا حکم نہیں ٹل سکتا۔

لٹو۔ (جاتے جاتے لوٹ کر آنا) - ہاں مگر بچہ جان کر ترس نہ کھانا۔

داروغہ۔ میں نے جب آب و ہوا میں یہ استھاپت کی ہے جب چار دیواری میں ساری آیو سماپت کی ہے وہاں ترس اور رحم کا کچھ کام نہیں۔

گانا

اس جگہ رہنے کو چاہیئے حوصلہ جلاد کا !
ہو دل پتھر کا دل تو ہو جگر فولاد کا

لٹو۔ شاباش۔ ایسے عہدے پہ آپ جیسے آدمی کی ہی ضرورت ہے۔

داروغہ۔ (اننت رام سے) ادھر آ۔ بدنصیب لڑکے۔ باہر آ۔ باہر کی سرشٹی کو ایکبار حسرت کی سو درشٹی سے دیکھ لے۔ آ ادھر آ۔

اننت۔ (باہر آکر) کیوں جی میرا کیا کروگے؟

داروغہ۔ آج تجھے اس قید سے آزاد کروں گا۔

اننت۔ تم تو بڑے اچھے آدمی ہو۔ مجھے ماں سے ملادوگے نا؟

داروغہ۔ بچے اب ایک اناتھ بالک کی طرح ماتا پتا کو بھول جا۔

گانا

سمے اب آگیا ہے موت کی گودی میں ٹرنے کا
نہیں ہے وقت ملنے کا سمے ہے یہ بچھڑنے کا

اننت۔ کیا میرے لئے کچھ اور قید لگائی ہے؟

داروغہ۔ قید سے ہمیشہ کے لئے تیری رہائی ہے۔ یہ جیون کا خوبصورت پھول کھلنے سے پہلے ہی توڑ دیا جائیگا۔ سیس کو حاکم کے چرنوں

پر اور شریر کو کوؤں اور چیلوں کے رحم پر چھوڑ دیا جائیگا۔

گانا

اس لڑکپن کو سویرا زندگی کی شام تھی
نوجوانی کی تمنا موت کا پیغام تھی

(چھری نکالنا)

انت۔ اجی یہ کیوں نکالی مجھے اس چھری سے ڈر لگتا ہے۔ اجی اس کو چھپا لو۔ میرے سامنے سے ہٹا لو۔

داروغہ۔ اس چھری سے ہی تیرا چھٹکارہ ہوگا۔ اس کی دھار پر چل کر ہی تیرا بیڑا پار ہوگا۔

گانا

چھری سنسار کے سارے جھمیلوں سے چھڑا دیگی
ہمیشہ کے لئے آرام میں تجھ کو سلا دیگی

انت۔ آپ میری ہتیا کرنا چاہتے ہیں؟

داروغہ۔ ہاں حاکم کا ایسا ہی حکم ہے۔ اور یہ تیری موت کا پروانہ ہے آج اس کڑی دھرتی پر تیرا میٹھا اور شفاف خون بہانا ہے

انت۔ میرا قصور؟

داروغہ۔ شیر ہرن کے قصور کو نہیں دیکھتا۔ اس کا کام ہرن کا شکار کرنا ہے۔ مجھے تیرے قصور سے کوئی واسطہ نہیں۔ میرا کرتویہ کیول تجھے سنگھار کرنا ہے۔

انت۔ کیا آپ کو میرے بچپن پر۔ میری معصوم اوستھا پر۔ میرے نردوش بال جیون پر دیا نہیں آئے گی؟

داروغہ۔ نہیں۔ ذبح خانے میں پھنسی ہوئی گائے قصائی کے بے رحم ہاتھوں سے چھوٹ سکتی ہے۔ لیکن تو میرے کردر ہاتھوں سے

چھوٹ جانے کی امید نہیں کرسکتا سمے ہو چکا۔ تیار ہو جا۔

گانا

چھوڑ دے یہ ترا بدن نر مانس ہاری کے لئے
اور ترا یہ ستنیں لیجاؤں شکاری کے لئے

انت۔ آؤ۔ بچاؤ۔ رکھشا کرو۔ کوئی میری ماتا کو خبر کرو۔ او ماتا ماتا۔

گانا

ادھر بچہ ترا ماتا کھڑا فریاد کرتا ہے
ادھر اپنی چھری کو تیز یہ جلاد کرتا ہے

داروغہ۔ بچے اب ماں کو بھول جا۔

گانا

ترے جیون کا پیمانہ ابھی بھرپور کرتا ہوں
جھکا گردن کہ میں سارا ترا دکھ دور کرتا ہوں

(مارنے لگتا ہے کبیر آکر روکتا ہے)

کبیر۔ ٹھہر جاؤ۔ ہتیا کاری کی پیاس بجھانے کے لئے نردوش بالک کا لہو تھوڑا ہے۔

گانا

کبھی پوری نہ ہوگی اس کے بدھ سے آس ظالم کی
یہ چلو بھر لہو ہے کیا بجھے گی پیاس ظالم کی
بدل لو اس کی قسمت کو میرے مقسوم کے بدلے
میرا سر کاٹ لو نردوش اس معصوم کے بدلے

داروغہ۔ میرے کرتویہ کے راستے میں آنے والے تم کون؟
کبیر۔ وہ حقیر انسان جس کا دل ایک دکھی انسان کے لئے جلتا ہے جس کا لہو انا تھ کی آہوں کی گرمی سے جوش کھا کر ابلتا ہے۔

داروغہ ۔ تمھیں اس کے ساتھ کیا ہمدردی ہے ؟
کبیر ۔ کارن کہ یہ نردوش اتیاچار کا شکار ہوا ہے ۔ بناں اپرادھ
ظالم کے پنجے میں گرفتار ہوا ہے ۔

دوہا

یہ خونی بھیڑیئے کے ہاتھ سے خرگوش مرتا ہے
مجھے دُکھ ہے کہ یہ بچہ یونہی نردوش مرتا ہے

داروغہ ۔ لیکن تمہاری کرونا کی دال یہاں نہیں گل سکتی ۔ حاکم کی آگیا
کسی طرح کبھی نہیں ٹل سکتی ۔

دوہا

میرا کرتویہ ٹلتا ہے بڑی مجبور حالت میں
یدی ہے رحم کی آشا تو مانگو تم عدالت میں

کبیر ۔ پرنتو جو عدالت ایک ودھوا کو اپنے گھر سے نکال سکتی ہے جو
عدالت ایک وزیر کی ویشئے واسنا کو ترپت کرنے کے لئے ایک
نردوش بالک کو قید میں ڈال سکتی ہے ۔

دوہا

جہاں وبھچار منصف ہے جہاں ہر کام جبری ہے
عدالت وہ نہیں ہے بلکہ وہ اندھیر گردی ہے

داروغہ ۔ کچھ بھی ہو جس کا نمک کھائے اُس کی آگیا بجائے ۔ وہ
آگیا بے انصافی ہو یا نیائے ۔

کبیر ۔ افسوس کہ کتا ایک روٹی کے لئے اپنے سوامی کے گھر کا چوکیدار
بنتا ہے ۔ اپنے ہی ہم جنس کتوں کو کاٹنے اور اُن کا اپمان
کرنے میں اپنی بہتری سمجھتا ہے ۔ اسی پرکار روٹی کا بھوکا پیٹ
آدھین منش بھی اپنے بھائی بندوں کا نقصان کرتا ہے ۔

پاپ اور دھرم کو نہ سوچ کر نرک کا سامان کرتا ہے۔

۵

سب دلوں سے دھرم سما بھے ایشور کا ڈر گیا
کس قدر انسان کی آنکھوں کا پانی مر گیا
ایک ٹکڑا ہے مرا اُس کی کسوٹی کے لئے
بن گیا انسان کتا ایک روٹی کے لئے

داروغہ۔ تم اپنے اوپدیش سے میری چھری کو بیکار اور میرے جوش کو ٹھنڈا کرنے کا یتن مت کرو۔ میں سوامی کی آگیا کا ضرور پالن کروں گا۔

کبیر۔ تمھیں کس کی آگیا ہے؟

داروغہ۔ وزیر کی

کبیر۔ کس کا نمک کھاتے ہو؟

داروغہ۔ بادشاہ کا۔

کبیر۔ تو پھر جس کا نمک کھاتے ہو۔ اُسی کا بُرا کرنا چاہتے ہو۔ جانتے ہو کہ اس بالک کو نردوش مارا جا رہا ہے۔ وزیر کے انیائی حکم سے بادشاہ کی اُجول کیرتی پر کلنک آ رہا ہے پھر بادشاہ کی کسیوا میں کیوں نہیں جاتے۔ اصلی حقیقت کیوں نہیں سناتے۔ ستیہ کے بل پر جھوٹ سے مکاری کا پردہ کیوں نہیں اُٹھاتے؟

داروغہ۔ اپنے فرض کو میں آپ سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ جاؤ۔ اپنا کام کرو۔ اور مجھے اس کا کام تمام کرنے دو۔

کبیر۔ اس کے بچاؤ کی کوئی سبیل؟

داروغہ۔ کوئی نہیں۔ اس کا سر وزیر صاحب کی سیوا میں لے جایا

جائیگا۔ اور اسی سے اس کی ہتیا کا ثبوت دیا جائیگا۔

کبیر۔ اگر سر ہی پیش کرنا ہے تو میری ایک پرارتھنا پر غور کرو۔ اپنی آس اور اولاد کے صدقے میں بس اتنا کر دو۔

گیت

نہ اس کا بال ہو بینکا کرو رکھشا بچا لو تم
میری گردن جھکی ہے لو میرا سر کاٹ ڈالو تم

داروغہ۔ بچے کے بدلے بڑے آدمی کا سر کاٹ کر کیسے لے جاؤں
(کمال کا آنا)

کمال۔ تو بچے کے بدلے میں یہ بچہ حاضر ہے۔

گیت

مسلماں ہو کے ہندو بھائی کو مرتا نہ دیکھونگا
میں ہندو قوم کا یہ دھن کبھی ہرتا نہ دیکھونگا
مسلماں ہوں تو میں اسلام کی عزت بچاؤنگا
میں ہندو بھائی کے بدلے میں اپنا سر کٹاؤنگا

کبیر۔ شاباش!

گیت

اگر بے داد ہو ظالم سے تو بے داد ایسی ہو (داروغہ کی طرف اشارہ)
ملے سو بھاگیہ سے اولاد تو اولاد ایسی ہو (کمال کی طرف اشارہ)

داروغہ۔ (سوگت) بڑا ہی دلیر لڑکا ہے۔ (پرکٹ) مگر بچے ایک غیر قوم ہندو کے لئے کیوں ور تھا جان گنواتا ہے؟

کمال۔ غیر کیا۔ ہندو اور مسلمان تو ایک ہی خون اور دودھ کا ناطہ ہے۔ تم نہیں جانتے کہ دونوں کی ایک ہی بھارت ماتا ہے۔

گانا

قوم کے دلال اور بھارت کے ہم دشمن ہیں
باہمی اکتا کے دکھ سے ہم بے چین ہیں
جان دیتے ہیں وہ ہم پران پہ ہم قربان ہیں
باہر سے دو جسم ہیں اندر سے پر یکجان ہیں

داروغہ۔ جاؤ بھلے آدمی اس لڑکے (کمال) کو چھوڑ جاؤ۔ اور اس بالک (اننت رام) کو لے جاؤ میں تمہارے ساتھ یہی سلوک کر سکتا ہوں

کبیر۔ آپ کا اپکار۔

کمال۔ (اننت رام سے)۔ جا میرے پیارے بھائی جا۔ میری قوم کی امید جا۔

گانا

اور رستہ سخت کر دیگی چھری جلاد کی
میرا مرنا تیرا جینا نیو ہے اتحاد کی

کبیر۔ آؤ بیٹا تم آؤ۔ اور بیٹا کمال تم ہنستے ہنستے اپنا سیس کٹاؤ۔

گانا

خوب رکھا تم نے اپنے دھرم اور ایمان کو
یاد ہندو قوم رکھے گی ترے احسان کو

(جانا اننت رام کو لیکر)

کمال۔ داروغہ صاحب۔ میرے قتل کرنے میں کچھ دیر ہے؟

گانا

تھام لو تلوار اپنا کام کرنے کے لئے
ہو رہا ہے دل میرا بے چین مرنے کے لئے

داروغہ۔ ابھی اندر جا کر اس کوٹھڑی میں بیٹھو۔ ابھی تمہارے مرنے میں دیر ہے

بکرال - تو زندگی کی یہ گھڑیاں و بہتا ہیں - (جانا اندر)

داروغہ - (منہ میں انگلی ڈال کر) مجھے سوچنے دو - سوچنے دو - دیکھنے دو اس ہری ورتن نے میرے وچاروں کو بھی بدل دیا - اس مسلمان لڑکے کے ساہس نے میرے پنچ ارادوں پر پانی پھیر دیا - ایک مسلمان بالک ایک ہندو لڑکے کو بچانے کے لئے اپنی عزیز جان پر کھیل جائے اور مجھے ایک ہندو ہوتے ہوئے بھی اس مسلمان لڑکے پر دیا نہ آئے - پر و مجھے اس بات کا فیصلہ کرنے دو کیا اپنا کرتو یہ چھوڑ دوں - نہیں میں اپنی نوکری بھی بچاؤں گا - اور ہندو قوم پر اس مسلمان لڑکے نے جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ بھی چکاؤں گا -

گانا

اس نے ہندو کو بچایا اس کی پرشنسا کروں
دھرم ہے میرا ادا اسلام کا قرضہ کروں
مرتا ہے جب مسلماں ہندوؤں کے نام پر
اپنا بیٹا کیوں نہ پھر میں وار دوں اسلام پر

بنارسی داس - (بلانا اپنے لڑکے کو)

بنارسی - (آکر) جی پتا جی کیا کہو؟

داروغہ - بیٹے تیار ہو جا -

بنارسی - کس بات کے لئے؟

داروغہ - اپنی قوم پر اسلام کا جو قرضہ ہے اسکو ادا کرنے کے لئے -

بنارسی - کس طرح ادا ہوگا؟

داروغہ - سورج اپنی آنکھیں بند کر لیگا - وایو سیتھر ہو جائے گا - پانی بہنے سے رک جائے گا - ممتا مر جائیگی - موہ سر پٹک کر چل دے گا -

ناش ہوگا پھوٹ اس بھارتی سنسار سے
پتر کی گردن کٹے گی باپ کی تلوار سے

بنارسی۔ پتاجی۔ مت ڈراؤ۔ مجھے گودی میں لے لو۔ (لپٹنا باپ سے)
داروغہ۔ (ہٹا کر) نہیں۔ بھارت ماتا نے گودی میں چھپنے کے لئے نہیں بلکہ دیش اور جاتی پر مرنے کے لئے تجھے جنم دیا ہے تو قوم کا دھن ہے۔ اور قوم نے امانت کے طور پر تجھے میرے سپرد کیا ہے

بنارسی۔ تو تم اب کیا کرو گے؟
داروغہ۔ ہائے میں کیا کروں گا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماروں گا۔ اپنی تلوار سے اپنے اکلوتے بیٹے کا سر اڑا دوں گا۔ کیسا کٹھن سمے ہے ادھر موہ ہاتھ کو پیچھے ہٹاتا ہے۔ ادھر دیش اپنی امانت چاہتا ہے۔ اے من تو ذرا سی بات کے لئے کیوں دھرم سے بے نت ہوتا ہے۔ جب ایک معصوم مسلمان لڑکا اتنا اُدار ہے تو کیا ہندو قوم ہی اتنی نکمی اور بیکار ہے؟

رام سا درڑھ برت دھاری کیا نہیں بھارت میں اب
بھیشم سا اک برہم چاری کیا نہیں بھارت میں اب
کر نہیں سکتا ہے مشکل اس کی آساں کوئی بھی
ہندوؤں میں کیا نہیں ہے مرد میداں کوئی بھی

بنارسی۔ پتاجی کیا سوچ رہے ہو؟
داروغہ۔ ڈوب مرو۔ ڈوب مرو۔ تو بیٹا نہیں کلنک ہے۔ آپ دیش کا

ہے۔ میرے دلیش اور جاتی کی بدنامی کا دھبہ ہے۔ تو جیتا رہے گا تو میری آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا رہے گا۔ ہندو جاتی کا سر اسلامی قرضے کے بوجھ سے جھکا رہے گا۔

(مار ڈالتا ہے)

تیرے جینے سے رُکا ہے کام ہندو قوم کا
تیرے مرنے سے ہی ہوگا نام ہندو قوم کا

{منہ پر کپڑا ڈال کر بنارسی کے پیٹ میں چھری بھونکتا ہے}

داروغہ۔ (منہ سے کپڑا اتار کر اور بیٹے کو مرا دیکھ کر) بس ہو چکا اور میں بھی ہو چکا۔ (بے ہوش ہو کر گرتا ہے)

(ٹیبلے پر پردہ)

ایکٹ تیسرا پردہ دوسرا

اگلا محل

(خداوند۔ لٹو۔ اور رحیم کا آنا۔)

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے

دولو۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

خداوند۔ بس اب تو امید ہوگئی؟
لٹو۔ گھڑی دیکھ کر۔ خداوند خانصاحب۔ ابھی منٹ باقی ہیں۔ کیا عجب ہے جو وہ پتر کو بچانے کے لئے آکر آپ کی منت سماجت کرے۔
رحیم۔ آئے گی تو ضرور۔ مگر گاتی نہیں حضور۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔
لٹو۔ آئے گی کیوں نہیں خداوند کی جوانی بھی تو کمال ہے۔
رحیم۔ سبحان اللہ کیا کہنے۔
دونوں۔ واہ وا کیا کہنے۔ بسم اللہ کیا کہنے۔ مرحبا کیا کہنے۔
خداوند۔ اس جوانی پر ڈالو خاک۔
رحیم۔ ایسا خیال ناپاک۔
خداوند۔ ارے بھائی اس دن ہم نے لکھنؤ کا عطر لگایا۔ بنارسی دوپٹہ سر پر باندھا۔ پشاوری جوتا پاؤں میں ڈالا۔ کابلی رومال ہاتھ میں لیا۔ بریلی کا سرمہ آنکھوں میں لگایا۔ ولایتی لونڈر سے نہایا مونچھوں پر تاؤ دیا۔ ہاتھ میں چھڑی اور کتا ساتھ میں لیا۔ پھر بھی اس پیاری نے ہائے ہائے۔ تھوک دیا۔
لٹو۔ تھو۔ تھو۔ تھو (منہ پر تھوکنا خداوند کے)
رحیم۔ خداوند خانصاحب۔ آپ اس دن ایک بات میں چوک گئے۔
خداوند۔ وہ کیا؟
لٹو۔ ہاں وہ کیا؟
رحیم۔ جرمن کی سفید مٹی منہ پر نہ ملی۔
لٹو۔ سفید مٹی؟
رحیم۔ ہاں جناب۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ اجی وہ پوڈر جو تھرڈ کلاس رنڈیاں

منہ پر لگاتی ہیں۔ اور ہمارے جیسے پڑے لنے چھکڑوں کو راہ چلتے پھنساتی ہیں۔

لٹو۔ اجی نہیں۔ اگر خداوندخاں صاحب عورت بن کر جاتے تو سب حال لے کر آتے۔ کیونکہ بانس بانس کی آگ سے ہی جلتا ہے۔ عورتوں کا کام عورتوں سے ہی نکلتا ہے۔

رحیم۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔

خداوند۔ تو یہ بھی کر دیکھیں گے۔

۵

عشق میں عورت کے بن جائیں گے عورت آپ بھی
واسطے مطلب کے گدھے کو کہا ہے باپ بھی

لٹو۔ جب تو ضرور مل جائے گی۔

رحیم۔ مل تو جائے گی ضرور مگر کافی نہیں حضور۔

خداوند۔ کافی نہیں مگر کمال ہے۔

دونو۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

خداوند۔ بھیا کوئی اور تدبیر لڑاؤ۔ نہیں تو پھر کفن منگواؤ اور قاضی کو بلاؤ۔

لٹو۔ وہ کیوں خداوندخاں صاحب؟

خداوند۔ ہم تو مر گئے۔

لٹو۔ آپ مر گئے؟

رحیم۔ مر گئے تو ہائے ہائے۔

لٹو۔ مر گئے تو ہائے ہائے۔

(دونوں رونے لگ جاتے ہیں)

رحیم۔ (روتے ہوئے) خداوندخاں صاحب بڑے ہی بھلے مانس تھے۔

لٹو۔ بادشاہی کا عمامہ تھے۔

رحیم۔ وزارت کا پاجامہ تھے۔

لٹو۔ بڑے ہی شاہ خرچ تھے۔

رحیم۔ پادریوں کا چیف تھے۔

خداوند۔ ارے تم کیا رو رہے ہو؟

لٹو۔ ہمارے خداوند خانصاحب مر گئے اُن کا ماتم کر رہے ہیں۔

رحیم۔ جی ہاں انہیں کا سیاپا کر رہے ہیں۔

لٹو۔ اجی جوانی کی تصویر تھے۔

رحیم۔ (روکر) نئی نئی جوتی کی ٹھوکر تھے۔

خداوند۔ روتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ارے کمبختو میں تو جیتا ہوں۔

لٹو۔ (ہنس کر) کہاں مرے نہیں آپ؟

خداوند۔ کب؟

لٹو۔ اجی اب۔

خداوند۔ اجی وہ تو میں جھوٹ موٹ مرا ہوں۔

رحیم۔ اور ہم سمجھے آپ سچ مچ اور واقعی مر گئے۔

لٹو۔ تو ہم نے یونہی رو رو کر آنسوؤں کا دریا بہا دیا۔ جیتا جاگتا گھر رُلا کر جگا دیا۔ خداوند خانصاحب۔ آپ مرے نہیں زندہ ہیں۔

رحیم۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔ مرے نہیں زندہ ہیں۔

لٹو۔ اور یہ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ ہمارے رونے کی پکار سے مردے بھی جی اٹھتے ہیں۔

رحیم۔ اور خداوند خانصاحب بھی انہیں مردوں کے ساتھ پھر جی اٹھے ہوں گے۔

لٹو۔ ہاں یہ بات ہے جبھی میں کہتا ہوں مرے کیسے نہیں۔ مرے ضرور ہیں۔

خداوند ۔ واللہ میں سچ کہتا ہوں میں نہیں مرا۔
رحیم ۔ اچھا ہوا۔ آپ کو پرکشا تو ہو گئی کہ دوست ایسے ہوتے ہیں۔ یار یاروں کے مرنے پر اس طرح جی کھول کر روتے ہیں۔
خداوند ۔ یہ تو میں پہلے سے ہی جانتا ہوں۔ اچھا اب کوئی تدبیر لاؤ اور پیاری سوشیلا سے ملاؤ۔
رحیم ۔ تلاش کے ضرور مگر لگتی نہیں حضور۔
خداوند ۔ لگاتی نہیں مگر کمال ہے۔
لالو ۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔
لٹو ۔ خداوند خانصاحب ایک تدبیر ہے۔
خداوند ۔ کیا؟
لٹو ۔ وہ اس کبیر جولاہے کے گھر میں رہتی ہے۔
خداوند ۔ تو پھر۔
لٹو ۔ تو پھر اچھلئے ۔ کودئیے ۔ ڈنڈ پیلئے ۔ روزہ کھولئے خیرات کیجئے۔
خداوند ۔ کیوں کیا ہوا؟
لٹو ۔ بڑے دور کی سوجھی ۔ حضور مطلب کی بات ڈھونڈ نکالی۔ بھیا رحیم تعریف کیوں نہیں کرتے۔
رحیم ۔ واہ واہ کیا کہنے سبحان اللہ۔
خداوند ۔ وہ کیا تدبیر ہے؟
رحیم ۔ ہاں حضور کو بھی بتلائیے کیا تدبیر ہے؟
لٹو ۔ نشانہ کا تیر ہے۔ لوہے کی شمشیر ہے۔ عقل کی تصویر ہے۔ بڑی ہی اکسیر ہے۔
خداوند ۔ بتاؤ تو سہی۔
لٹو ۔ بس اس کبیر جولاہے کو پھنسائیے۔
رحیم ۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔ واہ بھائی لٹو تمہارا دماغ بھی

روغن بادام سے بنا ہے۔ وہ کبیر جولاہا؟

لٹو۔ ہاں وہ دلالی کا کام تو پہلے ہی کرتا ہے۔

خداوند۔ وہ کیسے؟

لٹو۔ لوگوں کو بھگوان سے ملاتا ہے۔ تو عاشق کو معشوق سے نہ ملائیگا۔

رحیم۔ اس کا باپ بھی ملائیگا۔ نہیں ملائیگا تو سزا پائے گا۔

خداوند۔ اس کے ذریعے پھنس جائے گی؟

رحیم۔ پھنس جائے گی مگر گانی نہیں۔

خداوند۔ گانی نہیں مگر کمال ہے۔

لٹو۔ اجی ایسی پھنسے گی جیسے بوتل میں کاک پھنستا ہے۔

رحیم۔ اور بدن میں گنجی فراک پھنستا ہے۔

خداوند۔ خیال یہ ایسا ہی ہے۔ وہ کبیر جولاہا شاید پھنس ہی جائے۔

لٹو۔ اجی حضور۔ دو کوڑی کا جولاہا۔ کیا ہے اس کی اوقات یہ وہ ایک کم ذات۔ جب روپوں کی تھیلی آنکھوں کے سامنے آئے گی۔ تو بھگتی مکتی سب بھول جائے گی۔

رحیم۔ اجی بگلا بھگت ہے۔

لٹو۔ ہاں رام رام اور بھلی ہڑپ۔

خداوند۔ تو یہ بازی بھی لگا دیجئے۔

لٹو۔ حضور ہم دس ہزار تک لگا دیں گے۔

رحیم۔ ہم بیس ہزار تک لگا دیں گے۔

لٹو۔ ہم چالیس ہزار تک لگا دیں گے۔

رحیم۔ ہم ساٹھ ہزار تک لگا دیں گے۔

لٹو۔ ہم خداوند خانصاحب کا گھر بار تک لگا دیں گے۔

خداوند۔ مگر مل تو جائے گی؟

رحیم۔ مل جائے گی ضرور مگر گاتی نہیں حضور۔

خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔

(کریم اور ٹپو کا آنا)

کریم۔ مبارک خداوند خانصاحب۔

ٹپو۔ مبارک ہو۔ اس لڑکے کا کام تمام ہو گیا۔

لٹو۔ بس تو اپنا بھی کام سر انجام پا گیا۔ کبیر چولا ہے کو پھنسانے کا مصالح مل گیا۔ وہ دولت سے قابو نہیں آئے گا۔ تو اس لڑکے کا خون اس کے ماتھے لگا دیں گے۔ نہ مانے گا۔ تو قید کروا دیں گے۔

رحیم۔ ابھی پھر تو پھانسی دھری ہے۔

سب۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

لٹو۔ تو لائیے خداوند خانصاحب۔ اس خوشی میں جلسہ دلوائیے۔

رحیم۔ خداوند خان صاحب کیا منع کرتے ہیں۔

ٹپو۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ کوئی موقع پیدا ہو۔

کریم۔ کہ جلسہ ہو۔

خداوند۔ جی ہیں آئے منگا لیجئے۔

لٹو۔ تو رحیم بھیا لکھ دیجئے۔ (کاغذ پنسل نکال کر) اچھا رہنے دیجئے میں خود لکھے لیتا ہوں۔ (لکھتا ہے۔ پچاس بوتلیں شراب کی۔ چار دیگیں کباب کی۔ آٹھ من ٹیکے مٹھائی۔ ایک من بچے چاٹ اور کھٹائی۔ ایک من تمباکو اور دس ہزار پان۔ باقی باقی لٹو کا چھوٹا موٹا سامان۔

رحیم۔ اور طبلے کی تھاپ اور رنڈی کی تان۔

لٹو۔ یہ تو نقدی میں شامل ہے مہربان۔

بیکو۔ یہ تو حضور صاحب کی جیب خاص کے ہے شایان شان۔
کریم۔ بالکل بجا ہے قدرداں۔
لوکا۔ خداوند خاں صاحب۔ کوئی زیادہ نہیں۔ کوئی دو چار ہزار
کا ہی بل ہے گا۔
کریم۔ تو یہاں دو چار ہزار بھی کسی گنتی میں شامل ہیں؟
خداوند۔ جلسہ تو کمال کا ہو جائے گا۔
بیکو۔ اور آج کل میں وہ بھی مل جائے گی۔
رحیم۔ مل جائے گی مگر گاتی نہیں۔
خداوند۔ گاتی نہیں مگر کمال ہے۔

(جانا سب کا سوائے لوکے)

لوکا۔ تم سب جاؤ اور بندہ دعوت کا سامان خرید کر لاتا ہے۔
ایک کے چار چار بناتا ہے جس کو ایسا مورکھ پرشاد
مل جائے پھر اُس کے سدا ہی پو بارہ ہیں۔ حضرت
حضور سلامت۔ خداوند خانصاحب کہنا۔ اور ہمیشہ سکھی
رہنا۔ خوشامد بھی کسی بڑے گیانی پُرش کی ایجاد ہے
خوشامد کرنے والا بارہ مہینے دلشاد ہے۔

گانا

بڑا بن کر۔ اکڑ تن کر۔ اگر موٹر پر چڑھنا ہے
نوالے تر۔ جمع کر زر۔ اگر آگے کو بڑھنا ہے
تو چھوڑو جنتر۔ تنتر۔ تم سیکھو مجھ سے منتر
خوشامد خوشامد! خوشامد
کھرا کھوٹا کھرا بنالو۔ مٹی سے زر نکالو۔ اور گھپرے اڑالو۔

بس ایک یہی سمجھو سکھ دکھ سے مکتی سمجھو
خوشامد۔ خوشامد۔ خوشامد۔
کبھی کبھی فتور کرنا۔ کوئی قصور کرنا۔
پر جی حضور کرنا۔
جاتا ہی اس میں کیا ہے۔ آسان چٹکلہ ہے۔
خوشامد۔ خوشامد۔ خوشامد۔

ایکٹ تیسرا ۔ پردہ تیسرا

(کبیر کا مکان)

(لوئی اور سوشیلا کا داخل ہونا)

سوشیلا۔ آج آٹھواں دن ہے۔ ہائے اس نردئی وزیر کو میرے بچے پر ترس نہیں آئے گا۔ میری آشاؤں کا چندر آج مرتیو اندھکار کی بدلی میں چھپ جائے گا۔ میری مرادوں کا باغ آج اجڑ جائیگا۔

لوئی۔ بیٹا شانتی کرو۔

سوشیلا۔ شانتی کیسے کروں۔ جو پونجی ہزاروں منتیں مانگ کر پائی تھی۔

جس کے لئے برسوں مندروں اور مڑھیوں میں جیوت جلائی تھی - وہی
جیون دھن آج دیکھتے دیکھتے برباد ہو جائیگا۔ ہ

جن کے نہیں ہے پتر ہی وہ بھی غریب ہیں
ماتائیں ایسی شو میہ بہت بد نصیب ہیں
لیکن یہاں تو کام بنا اور بگڑ گیا
مشکل سے پھل لگا تھا کہ بوٹا اُجڑ گیا

بوئی - تو اب کلپنا سے کیا بن جائیگا۔
سوشیلا - کچھ بھی نہیں - بدی میرے بچے کو کھا کر اس بھیڑئے کی
بھوک مٹ جائے تو بھی کچھ سنتوش بنا رہے - پرنتو
نہیں وہ اپنائی میرا سروسو لوٹ کر بھی میرے پیچھے ہی مرے
گا - وہ ہتیا کاری اس ہتیا کانڈ کو سماپت نہیں کرے
گا۔

ہ

نہ جانے نردئی کب میرے پیچھے سے ٹلے گا وہ
مری آہوں کی اگنی سے نہ جانے کب جلیگا وہ
(کبیر کا اننت رام کو لے آنا)

کبیر - دیوی۔
اننت رام - ماتا - (سوشیلا سے لپٹ جانا۔
سوشیلا - کون میرا بچہ - میرا پیارا - میرا لال - پرماتما آخر تو نے میرے
اس ڈوبتے ہوئے بیڑے کو کرپا کی بلی لگا کر بچا لیا - تجھے
میرا کھویا ہوا دھن ملا دیا۔

ہ

جانتا ہے دل کلیجہ - ہوہ پاتا دُں گا تو !!
دُکھ میں ساتھتی ہے اناتھوں اور دوہوائی نکا تو

کبیر - دیوی بس اُسی ایک پرمیشواش رکھو -

گیت

نردھنوں کا دھن ہے وہ بے آسروں کی آس ہے
اُس کو کیا گھاٹا ہے جس کو رام پر وشواس ہے

سوشیلا - مہاراج میں کن شبدوں سے تمہارا دھنباد کروں بس
شردھا سے تمہارے اوپکار کو یاد کروں -

گیت

دُکھ میں ایک مرتے ہوئے کے حل جوایا آپ نے
جنم بھر کے واسطے داسی بنایا آپ نے

(چرن پڑنا)

کبیر - کلیان ہو - پتروتی رہے -

سوشیلا - اور بابا آپ کیوں اُداس ہیں؟

لوئی - اُداس نہیں - میں دل ہی دل میں دعا کر رہی ہوں کہ خدا
سب کو میرے کمال جیسا لائق پتر دے - بھارتیہ قوم کو
ایسے ہی یوگیہ سپوتوں کی ضرورت ہے -

گیت

کیرتی اُجول کر دی اس نے پودوں جو کے نام کی
جان دیکر لاج رکھ لی ہے میرے اسلام کی

سوشیلا - یہ تم کیا کہہ رہی ہو - کمال کے دشمنوں پر کچھ آنچ
نہیں آئی؟

لوئی - نہیں بلکہ اُس کی موت -

سوشیلا۔ ہیں موت؟
لونی۔ ہاں اس کی موت سنہری موت ہے۔

گانا

اپنے سر لیا ہے دوسرے کی آئی کو
اس مسلمان نے بچایا اپنے ہندو بھائی کو
تیرے بچے کو بچایا آپ کھیلا جان پر
کیا ہوا جو مرگیا بچہ میرا ایمان کو

سوشیلا۔ ہا! یہ تم نے کیا کیا؟ میرے بچے کو بچانے کے لئے تم نے اپنا پیارا پتر دیدیا۔ ہائے تم نے مجھ بے گھر کو اپنایا۔ پلایا پہنایا۔ سب طرف اندھیرا تھا۔ پرکاش میں لاکر رستہ دکھایا۔ لیکن میں نے اپنے سوارتھ کے لئے تمہارے ہی گھر کا دیپک بجھا دیا۔ ہائے تمہیں جنم بھر کا سوگی بنا دیا۔ جس پیڑ کی چھایہ میں بیٹھی تھی۔ اسی کو کاٹ کر گرا دیا۔

گانا

اوشد بھی دیکر بچا اس بیمار کو اچھا کیا
تم نے مجھ سے کیا کیا اور میں نے تم سے کیا کیا
(گرنے لگتی ہے لونی ہاتھ سے تھام لیتی ہے)

لونی۔ بیٹی تم نے کوئی برا نہیں کیا۔ ادھیر ہونے کا کوئی کارن نہیں
کبیر۔ دلو بی نہ تم نے کچھ برائی کی ہے۔ نہ ہم نے کچھ بھلائی کی ہے تم نے اپنے دھرم کی رکھشا کو اپنا مال دیا۔ ہم نے اپنا ایمان بچانے کے لئے اپنا لال دیا۔
سوشیلا۔ میرا جی بیٹھا جاتا ہے۔ تمہارے احسان کے بوجھ سے آتما دبا جاتا ہے۔ تمہارے ان کے بھار سے سر

جھکا تھا۔ آنکھ نیچی تھی۔ پر تو اب اس احسان نے
مجھے بے بس کر دیا۔ ہائے مَیں نے اپنا آپ بچا کر تمہارا
سروناش کر دیا۔

گانا

یہ کیسے بوجھ اُترے گا اِسی دل پر شرمندہ
تمہارا پتر مر جائے میرا بیٹا رہے زندہ
(داروغہ کمال کو لے کر آتا ہے)

داروغہ۔ نہیں۔ ان کا بیٹا بھی زندہ ہے۔

گانا

جو مرنے دھرم رہیں کون اُن کو مار سکتا ہے
یہ بچہ تو اکیلا دیش بھر کو تار سکتا ہے

کبیر۔ ہیں یہ کیسا اچنبھا۔ تم نے اس کو نہیں مارا۔ کمال تو
نہیں مرا؟

کمال۔ پتا جی میں مرنے سے نہیں ڈرا۔

کبیر۔ تو پھر؟

داروغہ۔ تو پھر یہ دنیا کرم کا کھاتہ ہے۔ اس ہاتھ کرنے
والا اُس ہاتھ پاتا ہے۔ تم نے ہندو بچے پر اپنے مسلمان
لڑکے کو نچھاور کر کے ہندو قوم پر احسان کیا۔ اور میں نے
اس مسلمان لڑکے پر اپنے ہندو بیٹے کا بلیدان کیا۔

سب۔ (حیران ہو کر) ہیں؟

داروغہ۔ ہاں۔

گانا

شناؤ قوم کو اپنی کہ ہم بھی درد رکھتے ہیں!
ہماری قوم والے بھی جیالے مرد رکھتے ہیں!
ابھی ہندو کا دل ہے آنکھ میں آنسو بھی باقی ہیں
جنھیں ہے شرم ہندوپن کی وہ ہندو بھی باقی ہیں

کبیر۔ شاباش! کرم دیبی تونے اپنی اُدارتا اور دریا دلی سے ہندو مسلم ایکتا کو اکھنڈ کر دیا۔ جس ایکتا کے ڈگمگ کی ہی لے نے بنیاد ڈالی تھی اُس کے کلس پر تونے وجئے کا جھنڈا گاڑ دیا۔

سوشیلا۔ اس اُپکار کا بدلہ ہم کس طرح چکا سکتے ہیں؟
لونی۔ ایک آسان اور شریفانہ طریقہ سے۔
سوشیلا۔ کس طرح؟
لونی۔ اس طرح کہ تم اپنا پتر دو۔ میں اپنا بیٹا دیتی ہوں۔
سوشیلا۔ حاضر ہے۔
لونی۔ کمال آؤ۔ ادھر آؤ۔ (اننت رام اور کمال کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر داروغہ سے) لے شریف ہندو لے۔

تمہارے لال کے بدلے تمھیں دو لال دیتی ہوں
تمہاری گود میں بچے یہ دونوں ڈال دیتی ہوں
(دونوں بچوں کو داروغہ کے سپرد کرنا)

کبیر۔ شاباش!۔ آدرش ناتاؤں کا یہی کرتویہ ہے۔
داروغہ۔ تم نے یہ دونوں بالک مجھے دیدئے؟
لونی۔ ہاں۔
داروغہ۔ مجھے اِن پر ہر ایک پرکار کا حق حاصل ہے۔

لوئی۔ ہاں تمام اور کمال۔
داروغہ۔ تو میں یہ دونوں بالک بھارت ماتا کی گودی میں ڈالتا ہوں۔
جس سے یہ دونوں مل کر دکھی ماتا کا اودھار کریں۔ اور
خود آدرش بن کر دیش میں اتحاد کا پرچار کریں۔
سپوت ہیں تو اپنا فرض بجائیں۔ ہمارے اور تمہارے
نام کو دیپائیں۔

٥

بتائیں ساری دنیا کو اہنسا اور دیا کیا ہے
نمونہ بن کے بھائیوں کو دکھائیں ایکتا کیا ہے

کمال۔ ایسا ہی ہوگا۔ خدا نے چاہا تو ہم اپنا کرتویہ پالن کریں
گے۔ رام اور لچھمن کی طرح ایک ہو کر پریتگیا کے سنگرام
میں اپنی دیرتا کا ثبوت دیں گے۔ دو جسم اور ایک جان
ہو کر ہندو مسلمانوں کو ایک کر دیں گے۔

٥

ایک ہو جائیگا مقصد دھرم اور ایمان کا
ساری دنیا میں کریں گے نام ہندوستان کا

گانا

ہم دونوں بھائی مل کر بھارت اودھار کریں گے
ہم دنیا دکھ ساگر سے جاتی کی پار کریں گے
ہم ایک پریم ورشا کر اور مقصد ایک جا کر
پریم اور اہنسا کا ہم مل کر پرچار کریں گے

جو مان دیش کا ہوں گے ابھیمان قوم کا ہونگے
بن بھید بھاؤ کے نیتا ایسے تیار کریں گے
ہم سیوا دھرم کریں گے بھوکے اور پیاسے رہ کر
سکھ سے انکار کریں گے دکھ کو سویکار کرینگے
ماتا کی لاج رکھیں گے اور پرانوں پر کھیلیں گے
ماتری سیوا میں زیبا تن من بلہار کریں گے

ایکٹ تیسرا سین چوتھا

دربارِ عام

سکندر لودھی۔ خداوند خاں صاحب
لٹو۔ بٹو۔ رحیم۔ کریم۔ قاضی
بجلی خاں۔ درباری و کاروباری

ناچ اور

گانا

ٹھمک ٹھمک چال چلت موہنا۔ ٹھمک

مورا من موہے لیو
درس نہ دیو
نُتت پھرت منو اُچھلت موہنا۔ ٹھمک ٹھمک
بانکی چھبنا چین ہرے
نین سین گھائل کرے
شیام بناں کل نہ پرے
برہ رین کیسے ٹرے۔
ٹارے بھی ناہیں ٹلت موہنا۔ ٹھمک ٹھمک
آؤ پیا۔ مدھ اچیا۔
برہ میں دھیر نہ دھرت موہنا۔ ٹھمک ٹھمک

آواز۔ مظلوم کی پکار ہے۔ دکھیا کی ہاہا کار ہے۔ نیائے نیائے نیائے۔

سکندر۔ ہیں نیائے کے لئے یہ کس کی پکار ہے ؟

خداوند۔ حضور شاید کوئی فریادی انصاف کا طلبگار ہے۔

سکندر۔ جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ اور فریادی کو حضور میں حاضر کرو۔

(چوبدار کا سلام کرکے جانا)

کیا میرے راج میں ایسی درد بھری آواز سے چلانے والا کوئی دکھی مرد یا عورت ہو سکتی ہے ؟

داروغہ کی عورت انجنا کا
بناں سیس کے بچے کی
مردہ لاش کو لانا۔

انجنا۔ اٹھو۔ اٹھو۔ نیائے والو۔ اٹھو۔

گانا

اُٹھو انصاف والو کچھ بدی انصاف رکھتے ہو
صفائی دیکھ لو ظالم کی گر دل صاف رکھتے ہو
دیا کیا مر گئی ہے نیائے کیا نِدرا میں سوتا ہے
تمہارے راج میں دیکھو تو کیا اندھیر ہوتا ہے

سکندر۔ میرے راج میں اندھیر؟
انجنا۔ ہاں تمہارے راج میں۔

گانا

ذرا انصاف سے دیکھو اگر آنکھوں سے دِکھتا ہو
تمہارے راج میں انسان اس قیمت کو بِکتا ہو

سکندر۔ یہ تمہارا کون ہے؟
انجنا۔ یہ میرے دل کا چین تھا پرنتو اب کلیجے کا درد ہے۔

گانا

یہ ٹکڑا ہے جگر کا اور میری گودی کا پالا ہے
کسی ظالم نے یہ میرا کلیجہ چیر ڈالا ہے

سکندر۔ کیا اس کی ہتیا کرنے والے کا پتہ بتا سکتی ہو؟
انجنا۔ کس کا پتہ بتاؤں۔ کس کو ڈھونڈوں۔ کس کس کو پہچانوں؟۔

گانا

کسی کو کیا ہے پڑا یہ مصیبت مجھ پہ ٹوٹی ہے
نہیں ظالم کا کچھ بگڑا میری تقدیر پھوٹی ہے
میرا تو چندر ڈوبا ہر طرف اندھیر ہونے کو
بنا سر کا یہ لاشہ رہ گیا ہے میرے رونے کو

سکندر۔ تو اب قاتل کا پتہ کیسے چل سکتا ہے؟

انجنا۔ یدی خونی کا پتہ نہیں چل سکتا۔ پرجا کے سر سے ایسے ہتیاروں کا بھے نہیں ٹل سکتا۔ یدی بدمعاشوں کو ڈنڈ نہیں دیا جاتا۔ خوشامدیوں اور چاپلوسوں کا انت نہیں کیا جاتا۔ تو پھر راج کرنے سے کیا لابھ؟ راج گدی پر بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

۵

پرجا کی پیڑ ہرنے کا اوپائے کیوں نہیں کرتے
اگر راجہ بنے ہو تو نیائے کیوں نہیں کرتے

سکندر۔ کیوں وزیر صاحب یہ کیا معاملہ ہے؟

خداوند۔ حضور۔ گپت چروں کے دوارا جو اطلاع ملی ہے اس کے انوسار کبیر جولاہا انش بچے کا گھاتی ہے۔

لوٹ۔ بالکل بجا ہے مطلق بجا ہے۔

سکندر۔ کیا بھگت کبیر؟ مہاتما کبیر؟

خداوند۔ ہاں حضور وہی بگلا بھگت کبیر۔ سنا ہے کہ وہ اپنے بکلپت دیوتاؤں کی بھینٹ دینے کو زندہ بچوں کا گھات کرتا ہے۔

لوٹ۔ بجا ہے خداوند۔ اور راج میں اس قسم کے کئی اور اتپات کرتا ہے۔

سکندر۔ تو جاؤ اس پاکھنڈی کو جلدی پکڑ کر لاؤ۔ (جانا سپاہیوں کا)

خداوند۔ اور پہچان نہ ہو سکے اس لئے سر کاٹ کر بھی لے گیا۔

لٹو کے۔ خداوند۔ دیوتاؤں کی بھینٹ میں سر ہی چڑھایا جاتا ہے

رحیم۔ خداوند یہی تو مطلب کی چیز ہے۔

(سپاہی کبیر کو پکڑ کر لاتے ہیں)

کوتوال۔ حضور۔ اپرادھی حاضر ہے۔

سکندر۔ کیوں بدمعاش، خونی اس بچے کا گھات، تو نے کیا؟

کبیر۔ بچے کا گھات؟ رام رام کہو۔ کسی جیو کی ہنسا تو دور رہی میں دکھی کا دل دکھانا بھی مہان پاپ سمجھتا ہوں۔

۵

کبھی ہنسا نہ کرنا بس یہی اُپدیش ہے میرا
اہنسا پرمو دھرما ہی تو کھ اُپدیش ہے میرا

خداوند۔ بڑا ہی پاکھنڈی ہے۔ جادوگر ہے۔ ابھی ایک بار جادو کے زور سے طوفانی ندی کو پار کر گیا۔

لٹو و رحیم۔ بالکل بجا ہے۔ مطلق بجا ہے۔

سکندر۔ کیا جرم کا اقبال نہیں کرے گا؟

کبیر۔ جو کام میں نے نہیں کیا اس کا اقبال کیسے کر لوں؟

سکندر۔ تو جاؤ اس کو پھانسی پر لٹکا دو۔ اس کا سر اڑا دو۔

(داروغہ کا داخل ہونا)

داروغہ۔ ٹھہرو مت لے جاؤ۔ اس بچے کا گھاتی یہ نہیں میں ہوں۔

دوہا

گر نہیں سکتا کبھی انکار میں اس گھات سے
گھات بیٹے کا کیا ہے میں نے اپنے ہاتھ سے

انجنا۔ تم نے اپنے بیٹے کا گھات کیا؟

داروغہ۔ ہاں یہ میرا دھن تھا اور اپنے دھن پر مجھے پورا پورا اختیار تھا۔

سکندر۔ تم نے بیٹے کا گھات کیوں کیا۔

داروغہ۔ ایک نردوش بالک کو بچانے کے لئے۔

(کمال کا آنا)

کمال۔ ہاں مجھے بچانے کے لئے۔

سکندر۔ یہ بالک کون ہے؟

داروغہ۔ مہاتما کبیر کا بیٹا۔

سکندر۔ کیوں کبیر یہ سچ کہہ رہا ہے؟

کبیر۔ جی حضور میں نے یہ اپنا بیٹا ایک دکھی ہندو ابلا کے نردوش بالک کو بچانے کے لئے قتل کے واسطے داروغہ جی کے سپرد کیا۔

سکندر۔ وہ دکھی ابلا کون ہے؟

(سوشیلا کا آنا مع اننت سلام کے)

سوشیلا۔ وہ دکھی ابلا میں ہوں۔ تمہارے اس ظالم وزیر کے اتیاچار کی ستائی ہوئی۔ اس کے خوشامدی منتروں کی ٹھکرائی ہوئی وہ نردوش ابلا میں ہوں

میرا پتی پرت دھرم بچانے کے لیے، یہ سارا دیا ہے

ہوا۔

سکندر۔ وزیر صاحب یہ کیا معاملہ ہے؟

خداوند۔ خداوند۔ یہ عورت کوئی دیوانی ہے۔

سوشیلا۔ دیوانی ہوں لیکن مجھے دیوانی بنایا کس نے؟ ہاں اب تم مجھے دیوانی کہو گے۔ کارن کریں نے ایک دیوانے گئے کے دانت کھٹے کر دئے۔ حضور سلامت اس ظالم نے میرا پتی برت بھنگ کرنے کا بہتیرا یتن کیا۔ مجھے اکیلی ودھوا جان کر بے گھر کر دیا۔ اور میرے بچے کو قتل کرنے کے لیے اس شریف آدمی کے سپرد کیا۔

سکندر۔ داروغہ صاحب یہ ٹھیک کہتی ہے؟

داروغہ۔ ہاں حضور ستیہ کہتی ہے۔ وزیر صاحب نے اس کا یہ لڑکا میرے پاس قید کرنے کو بھیجا۔ آٹھ دن کے بعد اس کے قتل کا یہ پروانہ (پروانہ پیش کرتا ہے) موصول ہوا۔

سکندر۔ (پروانہ پڑھ لینے کے بعد) کیا تم اس کا سر کاٹ کر وزیر کے پاس نہ لے گئے ہو؟

داروغہ۔ لے گیا۔ مگر اس کا نہیں اپنے بیٹے کا۔ میں نے ان دونوں بچوں کو بچانے کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا۔ وہ میرا ادھار مک کرتویہ تھا اور یہ سرکاری فرض۔

میری جاتی کے سر اسلام کا بس یہ ہی قرضہ تھا
یہی تھا دھرم کا سودا یہی نیکی کا بدلہ تھا

سکندر۔ یعنی اس ہندو عورت کے بچے کو بچانے کے لئے اس مسلمان نے اپنا بیٹا دیا۔ اور تم نے اس مسلمان بچے کو بچانے کے لئے اپنا جگر کاٹ دیا۔ اپنے بچے کو مار دیا؟

داروغہ۔ جی ہاں۔

سکندر۔ شاباش شریف ہندو۔ تو نے بیٹے کی قربانی دیکر مسلمان قوم کا سر احسان کے بوجھ سے نیچا کر دیا۔ (خداوند سے) کیوں وزیر صاحب کچھ تمہارا عذر ہے کیا یہ پروانہ تم نے لکھا؟

خداوند۔ ہاں حضور مجھے ان چاروں خوشامدیوں (لٹو۔ پٹو۔ رحیم کریم) نے پھنسایا۔ اور مجھ سے یہ پروانہ لکھوایا سکندر تم چاروں اپنی جگہ چھوڑ دو اور ملزموں کی قطار میں کھڑے رہو۔

(چاروں کا ملزموں کی حیثیت میں کھڑے ہونا)

لٹو۔ ہاں بھائی جو آگ کھائے گا وہ کوئلے اگلیگا۔

سکندر۔ تم کو کچھ اور کہنا ہے؟

خداوند۔ حضور سلامت کچھ نہیں۔

سکندر۔ تم بھی ان کے ساتھ کھڑے رہو۔ تم اس عہدے کے لائق نہیں۔ بس ان پانچوں کی سزا پھانسی ہے۔

لٹو۔ حضور سلامت۔ یہ سب لوگ ہمیں پھنسانے کی صلاح کر کے آئے ہیں۔ یہ سارا مقدمہ بناوٹی ہے۔

کبیر۔ مقدمہ اصلی ہے یا بناوٹی۔ اس کی شہادت یہ مردہ شریر دے گا۔

سکندر۔ اور سنیئے۔ مردہ کیا شہادت دے سکتا ہے۔

کبیر۔ جو رام لنگڑوں کو چلاتا ہے۔ اندھوں سے یاترا کرواتا ہے۔ یہ دھرم پکش میں ایک مردے سے گواہی بھی دلوا سکتا ہے۔

۵

اگر چاہے اندھیری رات کو سورج چمک جائے
ستاروں کا تو کہنا ہر اک ذرہ دمک جائے
اگر چاہے تو اک سوکھی ہوئی ڈالی میں پھل آئے
اگر وہ چاہے تو مردہ کفن سے بھی نکل آئے

(داروغہ کے بیٹے بنارسی کا کھڑے ہونا)

بنارسی۔ بولو مہاتما کبیر کی جے۔ (چرن پڑنا کبیر کے)

کبیر۔ کلیان ہو۔ چرنجیو ہو۔

سکندر۔ واقعی کبیر تم مہاتما کبیر ہو۔ ہندوؤں کے گورو اور مسلمانوں کے کامل پیر ہو۔

۵

دھبہ ہے یہ نفاق کا بھارت سے دھو دیا
دونوں کو اک لڑی میں ہے تم نے پرو دیا

(بیٹھنا اور اپنے پاس بٹھانا)

سب۔ بولو دھرم کی جے۔ ہندو مسلمان کی جے۔

سکندر۔ آؤ داروغہ جی آج سے آپ کو میں اپنے دربار کا منتری بناتا ہوں۔ آؤ ادھر آؤ۔

داروغہ۔ آپ کا اوپکار۔

{بادشاہ کا خلعت دینا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرنا}

سکندر۔ کہو کبیر جی اب کیا آگیا ہے؟

کبیر۔ ان مجرموں کے لئے معافی۔

سکندر۔ معافی۔ ان ڈاکوؤں کے لئے معافی؟

کبیر۔ ہاں شریمان جو آنند معاف کر دینے میں ہے وہ نہ بدلہ لینے میں ہے۔ نہ سزا دینے میں۔

سکندر۔ آپ کے کہنے پر میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ جاؤ تم سب جاؤ۔ تمہارے لئے آج سے دربار کی حاضری اور سلام بند کیا جاتا ہے۔ مہاتما کبیر کہو کچھ اور کہو۔

کبیر۔ بس ایکتا کے سوا اور کچھ نہیں۔ یدی ہندو مسلمانوں میں ایکتا ہو جائے۔ ویر ذردھ کا ناش ہو جائے بھید بھاؤ کا بیج مٹ جائے۔ تو میرا جیون بھی سپھل ہو جائے۔ آپ بھوپتی راج اندر ہیں۔ اس کاریہ میں میری سہائیتا کر سکتے ہیں۔

سکندر۔ تو آج سے میں پرتگیا کرتا ہوں۔ کہ اپنے دربار میں ہندو مسلمانوں کو برابر کا درجہ دوں گا۔ کسی بات کا پکش پات نہیں کروں گا۔ دونوں کو ایک نگاہ سے دیکھوں گا۔ مندر۔ مسجد اور وچار آچار کی آزادی دی جائے گی۔ اور راج میں گؤ ہتیا نہیں کی جائے گی۔ اور

اس ہندو ابلا کے لئے پانسو ماہوار کا وظیفہ مقرر ہوگا
بکیٹر۔ تو اب نشچے ہندو مسلمانوں کی ایکتا اکھنڈ ہو جائے گی

۵

اب نہ ہوں گی رنجشیں مذہبی و من کے واسطے
پریم دونوں کا رہے گا اب وطن کیواسطے
اب نہ جھگڑے گا کسی سے کوئی ایماں کیلئے
مسلم ہندو کے لئے ہندو مسلماں کے لئے

سین کا ٹرانسفر ہونا

ہندو مسلم ایکتا اور گئو رکھشا کا حیرت انگیز نظارہ
ٹیبلو پر

ڈراپ

سماپتی

بار کا منتری

کشن چند زیبا کے ڈرامے

زخمی پنجاب: یہ وہ ڈرامہ ہے جس کے سبب زیبا صاحب کو شہرت ملی۔ ا
تھوڑی مدت میں پندرہ ہزار چھپ چکا ہے۔ انگریز سرکار نے اس ڈرامے
شدت کی وجہ سے ضبط کیا تھا۔ جلیانوالہ باغ کے خونچکاں واقعات۔ آزادی
ملنے کے بعد اسے چھاپا گیا ہے۔ قیمت دو روپے

دان ویر کرن: ایک مجسم ایثار اور سچے بہادر کی کہانی۔ یہ ڈراما اپنی اثرانگیزی
کی وجہ سے مشہور ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

بیوی اور بیسوا: محبت اور ہوس کے فرق کو نہایت خوبی سے بیان کیا
گیا ہے۔ قیمت سوا روپیہ

دیو سنگرام: دور بھگت۔ گیتا کی کرم فلاسفی کی عملی تفسیر۔ مہاتما دور کی
زندگی کا عکس۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

گریجویٹ مزدور: محنت اور سرمایہ کے تصادم کا رونگٹے کھڑے کر دینے
والا واقعہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

شکنتلا: مہاکوی کالیداس کا سنسکرت ڈرامہ۔ قیمت سوا روپیہ

گوتم بدھ: مہاتما بدھ کی زندگی ڈرامے کے روپ میں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

کایا پلٹ: اچھوت ادھار کے سوال پر ایک اثرانگیز ڈرامہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

کرشن سداماں: کرشن سداماں کے پریم کی منہ بولتی تصویر۔ قیمت سوا روپیہ

مرلی منوہر: بھگوان کرشن کا جیون۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

لاجپت رائے اینڈ سنز پبلشرز۔ اردو بازار۔ دہلی

لاجپت رائے اینڈ سنز پبلشرز بک سیلرز دہلی